

قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾



بے شک آگئی تمہارے پاس دلیل تمہارے پروردگار کی طرف سے اور اتار دیا ہم نے تمہاری طرف روشن نور۔

مسئلہ قیام وسلام

اور

محفل میلاد

مخدوم الملۃ حضور محدث اعظم ہند

حضرت علامہ سید محمد اشرفی، کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ

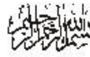


گلوبل اسلامک مشن

نیویارک، یو ایس اے

بسم الله الرحمن الرحيم

سلسلہ اشاعت ۔۔۔۔ ۹



قَدْ جَآءَکُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝

﴿القرآن: سورۃ النساء ۴، ۱۷۴﴾

بے شک آگئی تمہارے پاس دلیل تمہارے پروردگار کی طرف سے اور اتارا ہم نے تمہاری طرف روشن نور

﴿معارف القرآن﴾

مسئلۂ قیام وسلام

اور

محفل میلاد

مصنف

مخدوم وملت حضور محدث اعظم ہند

حضرت علامہ سید محمد اشرفی، کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ



گلوبل اسلامک مشن انک

نیویارک، نیو ایسرا ہے

نام کتاب: ’مسئلہ قیام وسلام اور محفل میلاد‘

مصنف: حضرت علامہ سید محمد اشرفی، کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ

پیش لفظ: محمد مسعود احمد سہروردی، اشرفی

کمپیوٹر کتابت: منصور احمد اشرفی

اشاعت اول: رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ بمطابق اکتوبر ۲۰۰۴ء

اشاعت دوئم: دسمبر ۲۰۰۷ء بمطابق ذوالحجۃ ۱۴۲۸ھ تعداد: ۱۰۰۰

ناشر: گلوبل اسلامک مشن، انک

نیو یارک، یو ایس اے



Published By:



Global Islamic Mission, INC.

P.O. Box 100

Wingdale, NY 12594

U.S.A.

www.globalislamicmission.com

فہرست

صلى الله عليه وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

امابعد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! زیرِنظر تالیف، گلوبل اسلامک مشن کے اشاعتی سلسلے کی نویں کڑی ہے۔اور محدثِ اعظمِ ہند قدس سرہٗ کی تصنیفات میں یہ تیسری ہے، جسے شائع کرنے کا موقع ہمیں مل رہا ہے۔اس سے پہلے حضور محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ ہی کا ترجمۂ قرآن، بنام 'معارف القرآن' اور پہلے سپارے کی تفسیر، 'سیدالتفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی' کے شائع کرنے کی سعادت بھی اس ادارے کو حاصل ہو چکی ہے۔ ہم حضور شیخ الاسلام، حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ، جانشین حضور محدثِ اعظمِ ہند رحمۃ اللہ علیہ کے بے حد شکر گزار ہیں کہ اِن تصنیفات کو اور اپنی دوسری تصانیف کو بھی شائع کرنے کی ہمیں اجازت مرحمت فرمائی۔ ادارے کا ہر رکن دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت شیخ الاسلام کا سایہ تا دیر اپنے اہل خانہ، مریدین و معتقدین کے سروں پر قائم و دائم فرمائے اور آپ کا روحانی اور علمی فیض آپ کی توجہ سے اور تقریری و تحریری کاوشوں کے باعث دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائے اور بنجر زمین پھر سے سیراب ہو جائے کہ ہر طرف حب مصطفیٰ ﷺ کے گل بوٹے کھلتے نظر آئیں ﴿آمین﴾

تقریباً ڈھائی سال قبل جب ہندوستان جانا ہوا تو حضور شیخ الاسلام کے ایک خلیفۂ محترم جناب سید نور الدین اشرفی صاحب نے ایک بوسیدہ سا مجلد کتابچہ ہمیں عنایت فرمایا۔جس کا عنوان تھا 'مسئلۂ قیام وسلام اور محفل میلاد'۔ جسے حضور محدثِ اعظمِ ہند، حضرت سید محمد اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے قلمبند فرمایا تھا۔اس تصنیف کی تاریخ تو صحیح معلوم نہ ہو سکی، البتہ یہ تین یا چار قسطوں میں ۱۹۷۲ء کے درمیانی مہینوں میں ماہنامہ 'المیزان' کے شماروں میں چھپ چکا ہے۔ شاید انہی ماہناموں سے صفحات نکال کر یا اُن صفحات کی فوٹو کاپی کروا کر سید صاحب نے اپنے لئے مجلد کر کے رکھ لیا تھا، جو ہمیں مرحمت فرمایا۔ ہم اُن کے شکر گزار ہیں کہ ان کے توسط سے یہ قیمتی مقالہ ہم تک پہنچا اور اب ہم اس کی باقاعدہ اشاعت کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔

دراصل کسی مستفتی کے جواب میں یہ فتویٰ دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے جاری ہوا، جسے ایک طالب علم جواس وقت دارالافتاء میں فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دے رہے تھے، نے تحریر کیا تھا اور اس پر صدر مفتیٔ دارالعلوم دیوبند کی تصدیق بھی 'الجواب صحیح' کی صورت میں موجود تھی۔ حضور محدث اعظم ہند قدس سرہٗ نے اسی متعلم کے فتویٰ کے جواب میں یہ رسالہ قلمبند فرمایا۔ اس رسالہ کو ہم اپنے ساتھ امریکہ لے آئے اور تفصیلی مطالعہ کیا تو دل میں خواہش ہوئی کہ اس رسالہ کو بھی اپنے ادارے کے اشاعتی سلسلے میں شامل کر کے شائع کیا جائے اور جس طرح ہماری دوسری کتابیں تقسیم ہوئی ہیں اور ہورہی ہیں اس کو بھی اپنے قارئین میں تقسیم کیا جائے تاکہ ہمارے قارئین کرام بھی اس مسئلہ کی حقیقت سے واقف ہوسکیں۔

صرف یہی نہیں کہ یہ محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک قلم سے نکلا ہوا ایک نادر مقالہ ہے، بلکہ ایک اہم مضمون کی حیثیت رکھتا ہے، جس میں بڑے ہی سادے اور مدلل انداز میں 'مسئلہ قیام و سلام اور محفل میلاد' واضح کیا گیا ہے۔ فتویٰ کے ہر ہر لفظ کولیکر حضرت نے بڑی محققانہ گفتگو فرمائی ہے۔ حضرت خود فرماتے ہیں:

"اور ہم نے ایک ایک لفظ کی سیر کراتے ہوئے ثابت کردیا
کہ فتویٰ سرتاپا غلط اور بے بنیاد اور ہٹ دھرمی ہے"۔

۔۔۔حضور محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

"اور میلاد شریف اور اس میں سلام وقیام کا کارثواب ہونا اور
معمولات مشائخ وعلماء سے ہونا اس قدر روشن بات ہے کہ اس پر
کوئی پردہ نہیں ڈالا جاسکتا اور اب قطعی ایک حرف کے اضافہ کی
حاجت نہیں ہے جو مسئلہ پر مزید روشنی ڈالے"۔

۔۔۔اور پھر جواب کے آخیر میں میلاد شریف اور سلام وقیام کی تائید میں قرآن کریم سے لیکر حدیث شریف اور اکابر علماءِ کرام اور میلاد شریف کے بارے میں ان کی کتابوں کے حوالات تک درجہ بدرجہ بیان فرمادئے ہیں۔ جس سے اب کوئی گنجائش باقی ہی نہیں رہ گئی کہ ان کے مقابلہ میں بقول مصنف:

"بمبوی ہویا راندیری، کسی دیوبندی کی
کوئی بات سننے کے بھی قابل نہیں ہے"۔

گو کہ ہم اِس قابل نہیں مگر پھر بھی اپنے تجربہ کی روشنی میں اس مقام پر کچھ عرض کریں تو بیجا نا ہوگا۔ دین اسلام میں عرصہ ءدراز سے نئے نئے فتنے امنڈتے رہتے ہیں جن کا مقابلہ دین کے سچے وفادار اور علماءحق بخوبی کرتے رہتے ہیں۔اس بارے میں دنیا کے ہر خطے کا حال یکساں ہے۔ہم امریکہ میں رہتے ہیں، لہٰذا یہاں کے تعلق سے بات کریں گے۔جس طرح ساری دنیا سے مسلمان یہاں دنیا کمانے کیلئے آئے ہوئے ہیں اور کما رہے ہیں، اسی طرح ان کے خیر خواہ، یعنی امت کے کچھ وفادار، اُن کا دین بچانے کیلئے یہاں بھی پہنچ گئے ہیں اور اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں کوشاں ہیں۔لیکن ساتھ ساتھ ایسے بدبختوں کی تعداد میں بھی کوئی کمی نہیں ہے جنہوں نے شاید یہ فیصلہ کررکھا ہے کہ حتی الامکان کوشش کر کے کسی بھی مسلمان کو اس دنیا سے اپنا ایمان بچا کرلے جانے نہ دیا جائے۔

یہ معاملہ تفصیل طلب ہے کہ ایسے لوگ کسی کی پشت پناہی پر یا اپنی جہالت کی وجہ سے جو انہوں نے اپنے بزرگوں سے پائی ہے ایسا کررہے ہیں۔ بہرحال وجہ دونوں میں سے کوئی ہو، صاف صاف کہہ دینے میں کوئی حرج نہیں کہ ان لوگوں نے مسلمانوں کا ایمان اور ان کے عقائد بگاڑنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے۔اور باطل سوچ رکھنے کی وجہ سے عقائد کو بگاڑنا اپنا مذہبی فریضہ بنالیا ہے اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم اللہ اور اسلام کی خوب خوب خدمت کررہے ہیں۔اس معاملہ کیلئے انہوں نے اندرونِ خانہ رسولِ خدا ﷺ اور آپ کی ذات اقدس کو نشانہ بنایا ہوا ہے۔

عقائد کے تعلق سے جتنی گندگی ان لوگوں نے پھیلائی ہے، شاید ان سے پہلے کسی نے پھیلائی ہو۔ پہلے وہابی، پھر دیوبندی، پھر نہ جانے کیا کیا اور پھر سیاسی اور مذہبی جماعتوں اور پھر رفاعی اور تبلیغی تنظیموں کی صورت میں اس طرح پھیلتے چلے جارہے ہیں کہ حدیث شریف یاد آنے لگی کہ بڑھتے بڑھتے یہ گروہ پھر دجال سے جاملے گا۔

امت کے ہر فرد کے جو روزمرہ کے معمولات تھے، ان کے بارے میں ان لوگوں نے اتنی غلط فہمیاں پھیلادی ہیں کہ اب ملنے جلنے سے پہلے بھی یہ سوچنا پڑتا ہے کہ یہ شرک تو نہیں۔ان کی جماعت کے افراد اور وہ لوگ جو بلاوجہ ہی ان کی راہ پر چل نکلے ہیں، اسلام کے بارے میں کچھ جانیں یا نہ جانیں، اتنا ضرور جانتے ہیں کہ فلاں بات شرک اور فلاں بات بدعت ہے۔اول تو ان معاملات پر اُن سے بات

کرنا ہی بیکار ہے۔مگر پھر بھی اگر بات کرنے کی کوشش کر ہی لی جائے تو ان کے بڑوں نے ان کو یہ بخوبی سکھار کھا ہے کہ یہ کہہ کر کہ،ہم بحث نہیں کرتے،علیحدہ ہوجایا کرو اور پھر بھی اگر کوئی دلائل یا عقل کی بات کان میں پڑ ہی جائے تو بھی ٹس سے مس نہ ہونا۔بس بات بات پر شرک،شرک ہی کی رٹ لگائے رکھنا۔

بھلا بتایئے کہ مالک دوجہاں نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءعلیہم السلام اس دنیا میں مبعوث فرمائے کہ انسان کو شرک سے دور رہنے کی تعلیم دی جائے اور پھر اپنے پیارے حبیب ﷺ کے ذریعہ اپنی ہدایت کو اسلام کی صورت میں صرف مکمل ہی نہ فرمایا بلکہ پسند بھی فرمایا اور وہابی دیوبندی ٹولیوں کے حساب سے ابھی تک شرک ختم ہی نہیں ہوا۔کلمہ کی گواہی دیتے وقت جب ہم نے تمام خداؤں کی نفی کر کے ایک خدا یعنی اللہ کو اور اس کی وحدانیت کو صرف زبان سے ہی نہیں،بلکہ دل سے بھی مان لیا اور محمد ﷺ کو اس کا شریک نہیں بلکہ اللہ کا بندہ اور رسول مان لیا،تو اب کوئی مسلمان شرک کیسے کرسکتا ہے؟ مگر اُن کو کوئی تو بہانہ چاہئے مسلمانوں کو ورغلانے کا۔لہٰذا لگ گئے کہنے کہ میلاد منانا شرک ہے،قیام وسلام شرک ہے،یارسول اللہ ﷺ کہنا شرک ہے،انگوٹھے چومنا شرک ہے،مزاروں پر جانا شرک ہے،وسیلہ پکڑنا شرک ہے،یہ شرک ہے وہ شرک ہے۔بس اس کے علاوہ کچھ جانتے ہی نہیں۔۔۔۔

نہ انہوں نے کوئی تفتیش کی کہ شرک کیا ہے اور کیا نہیں اور نہ ہی کسی دوسرے کی سنی۔بس اپنے ہی خیال میں اپنے آپ کو توحید کا علمبردار سمجھنے اور اپنی نمازوں کی ادائیگی کے تکبر میں ساری دنیا کو اپنے خیال میں مشرک سمجھ لیا۔اور اس بات کو جس سے رسول ﷺ کی شانِ عالی ظاہر ہو اور مؤمنین کا عاشق رسول ﷺ ہونا ثابت ہو،شرک قرار دیتے چلے گئے اور ایسی گھائی میں جا گرے،جہاں سے نکلنا کوئی آسان کام نہیں۔کسی بزرگ نے یہ بات کہہ کر دریا کو کوزے میں بند کرنے کی مثال کو ثابت کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی ظاہری حیاتِ مقدسہ کے زمانہ میں جو کافر تھے اور پھر کفر ہی پر مرے،وہ بھی رسولِ خدا کے صرف مشن کے دشمن تھے،آپ کی ذات کے دشمن نہیں تھے۔انہوں نے تو سب کچھ آپ کو دیدینے کی پیش کش بھی کی تھی کہ دولت کے ڈھیر لگادیں،حکومت دیدیں،دنیا کی جو چیز آپ فرمائیں لاکر قدموں میں ڈال دیں،بس اپنا مشن چھوڑ دیں۔اتنے بڑے دشمن ہونے کے باوجود آپ کی ذاتِ پاک کے بارے میں یک زبان ہوکر آپ کو صادق وامین ہی کہا کرتے تھے۔

مگر یہ وہابی،یہ دیوبندی اور ان کے راستے پر چلنے والے اور اپنے آپ کو ماڈرن مسلمان کہنے

اور سمجھنے والے، اپنے سینوں میں اپنی نمازوں کی آڑلیکر بغض رسول چھپانے والے اور مختلف حجابوں میں تنگی ذہنیت رکھنے والے، مشن کے نہیں، بلکہ آپ کی ذات کے دشمن ہیں اور آپ کی ذات کو مٹانے کی ناکام کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ وہ تو ہمارے ہی جیسے بشر تھے۔ان کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں تھا۔ ان کی حیثیت تو صرف ایک چٹھی رساں، ڈاکیے کی تھی۔ وہ تو مٹی ہو گئے، وغیرہ وغیرہ، (نعوذ باللہ من ذالک)۔اگر یہ لوٹ کر نہ آئے اور انہوں نے حقیقت کو نہ پہچانا تو خدا سے ظاہری محبت کی آڑ میں اُس کے محبوب سے یہ عداوت اس ٹولے کو بہت مہنگی پڑے گی۔

کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ کوئی اللہ کے محبوب سے تو دشمنی پر تلا ہوا ہو، اور اپنی خود کی سوچی بوجھی ہوئی توحید کی علمبرداری کی وجہ سے یہ سمجھے کہ اللہ انہیں محبوب بنالے گا یا راضی ہو جائے گا، اور اللہ انہیں اپنا محبوب بنالے یا ان سے راضی ہو جائے ؟۔۔۔۔کوئی کسی کے محبوب سے دشمنی کرے تو کیا وہ اپنے محبوب کے دشمن کو اپنا دوست بنائے گا ؟۔اور اگر بفرض محال بنا بھی لے تو کیا یہ اپنے محبوب سے دوستی ہوئی یا دشمنی ؟۔۔۔۔ ظاہر ہے کہ جب کوئی محبوب ہوگا تو اس کے دشمن کو دوست بنا کر وہ اپنے محبوب سے دشمنی تو نہیں کرے گا۔۔۔محبوب سے دشمنی تو کوئی بھی نہیں کرتا اور نہ ہی دشمن کو کوئی محبوب بناتا۔

رسول اللہ ﷺ تو اللہ کے ایسے محبوب ہیں کہ جن کے صدقے میں یہ کائنات ظہور پذیر ہوئی، کہ جن کی وجہ سے رب نے اپنی ربوبیت ظاہر فرمائی، نورِ مصطفیٰ ﷺ کے باعث آدم علیہ السلام کو مسجودِ ملائکہ بنایا، نوح علیہ السلام کی کشتی پار لگائی گئی تاکہ نسل انسانی آگے چلے اور پاک نسب سے اپنے محبوب کو اس دنیا میں نورانی جلوے دکھانے کیلئے بھیجا جائے، ابراہیم علیہ السلام کیلئے آگ کو گلزار بنایا گیا تاکہ آپ کی دُعا سے رب کی آیتیں پڑھ کر سنانے والا اور مؤمنین کے دلوں کو صاف کرنے والا، دو جہانوں کا آقا، اس دنیا میں تشریف فرما ہو، اسماعیل علیہ السلام کی قربانی بھی قبول کی گئی اور گردن کٹنے سے بچا بھی لیا گیا تاکہ اولادِ اسماعیل علیہ السلام کو وہ شرفِ عظیم بخشا جائے جو کسی کی نسل کو نہ دیا گیا ہو، یعنی اللہ کا محبوب ان کی نسلِ مبارک کے ذریعہ اس دنیا میں تشریف لائے اور وہ محبوب تشریف لائے جو خدا کے بندوں کو خدا سے ملا دے، کسی کو صدیق، کسی کو فاروق، کسی کو غنی، کسی کو حیدر، کسی کو عشرہ مبشرہ، کسی کو مؤمنین کی مائیں، کسی کو خاتونِ جنت، کسی کو جنت کے جوانوں کے سردار، کسی کو امین الامت، کسی کو حواریٔ رسول، بلالِ حبشی کو مؤذنِ اسلام، سلمان فارسی کو اہل بیت، کسی کو سیف اللہ، کسی کو ابو ہریرہ، کسی کو ابو ذر، کسی کو تمام امت کیلئے ستارے، کسی کو کیا، اور کسی کو کیا

بنا دے، ہزاروں نہیں، لاکھوں کو رب کا دوست بنا دے، لاکھوں کو نہیں بلکہ کروڑوں کو، بلکہ کروروں کو مؤمن مسلمان بنا دے، ایسا محبوب جس کی شانِ محبوبی ظاہر فرمانے کیلئے ہی میدانِ حشر برپا کیا جائے گا، جس کی شفاعت کا سب کو منتظر بنایا جائے گا اور شفاعت کا منظر دکھایا جائے گا۔۔۔۔ بقولِ شاعر:

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا

کہ تمہاری شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

ایسے محبوب سے کوئی دشمنی کرے، ایسی شان والے کی شان میں کوئی کمی کرنے کی کوشش کرے، ایسے محبوب کو کوئی اپنی طرح سمجھے اور دنیا کو سمجھائے کہ وہ تو ہماری طرح بشر تھے اور پھر یہ خواب بھی دیکھے کہ ایسے محبوب کا رب ہم سے راضی بھی ہو جائے گا۔۔۔۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔۔۔۔ رب کی قسم، دشمنی تو بڑی چیز ہے، اس کے محبوب سے دشمنی کا خیال بھی آ گیا، بے ادبی تو بڑی چیز ہے، بے ادبی کا خیال بھی آ گیا، قلم اور زبان تو دور کی بات ہے، اگر اشارے سے بھی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ہوگئی، عمل کو تو چھوڑیے، اگر نیت میں بھی عداوت کا ادنیٰ سا بھی شائبہ مل گیا، تو مالک ایسے لوگوں سے دوزخ کو بھر دے گا، چاہے انہوں نے توحید کی علمبرداری میں اپنی پوری زندگیاں کیوں نہ خرچ کر دی ہوں اور خدا کو سجدہ کرتے کرتے اپنی پیشانیوں کو کتنا ہی سیاہ کیوں نہ کر لیا ہو، بغضِ رسول اپنے سینوں میں چھپانے کیلئے اور سینہ بہ سینہ دوسروں تک پہنچانے کی مہم پر پردہ ڈالنے کیلئے کتنے ہی لمبے لمبے چلّے کیوں نہ کاٹے ہوں۔۔۔۔ سب بے کار ہو جائے گا، کچھ کام نہ آئے گا۔۔۔۔ کچھ کام آئے گی تو وہ ہے صرف اور صرف اللہ کے حبیب سے محبت، اللہ کے حبیب سے وفاداری، اللہ کے حبیب کی اطاعت اور اللہ کے حبیب کے دشمنوں اور بے ادبوں سے دوری۔۔۔۔ یہی رب العزت کا حکم ہے، یہی اسلام ہے اور بس یہی اسلام ہے۔

کامیاب وہی ہوگا، نجات والا وہی ہوگا، جو اہلسنّت و جماعت سے ہوگا۔ جو رسول ﷺ کے اور اصحابِ رسول ﷺ کے راستے پر چلا ہوگا۔ جس نے قرآن و حدیث دونوں کو مضبوطی سے تھامہ ہوگا۔ قرآن کی تفسیر اور اس پر عمل کر کے رسول ﷺ نے دکھا دیا۔ حدیث و سنت کے مطابق اصحابِ رسول ﷺ نے اپنی زندگیاں گزار کر ہمارے لئے مثالیں چھوڑ دیں۔ قرآن و سنت، دونوں میں سے کسی کو چھوڑنا کامیابی نہیں دلوا سکتا اور اہلسنّت و جماعت سے باہر رہنا کسی کو نجات نہیں دلوا سکتا۔ اپنے آپ کو سنی کہنے سے کم علموں

اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ تو دیا جاسکتا ہے، مگر بغیر صحیح سنی بنے نجات حاصل نہیں کی جاسکتی۔۔۔۔ تمام بدعقیدہ لوگوں کو واپس آنا ہی ہوگا ورنہ اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔۔۔۔ ناکامی ہی ناکامی ہے۔

'صبح کا بھولا ہوا، شام کو گھر آجائے

تو اسے بھولا ہوا نہیں کہا جاتا'

۔۔۔۔ ایسے میں ضرورت ہے کہ ایسے لوگوں کو، جو ابھی پکے نہیں ہوئے ہیں اور صرف اپنے آپ کو ماڈرن اور فیشن ایبل سمجھنے کی وجہ سے باطل اور گمراہ فرقوں اور گروہوں کے پیچھے چل رہے ہیں، حقیقت سے آگاہ کردیا جائے۔ ویسے ذاتی تجربہ کی بنیاد پر اگر سچ پوچھئے تو ہمیں کوئی کچا ملا ہی نہیں، جو بھی ملا پکا ہی ملا۔ پھر بھی ہم نے سوچا کہ شاید ہماری سوچ اور تجربہ غلط ہو اور جب حقیقتِ حال کھل جائے اور مسئلہ دلائل سے واضح ہو جائے تو شاید بہتوں کو بات سمجھ میں آجائے اور وہ رسول دشمنی میں مزید آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے کی طرف لوٹ آئیں۔ لہٰذا اس ادارے نے یہ کتاب اور اس قسم کی دلائل سے بھرپور کتابیں چھپوا کر، لوگوں میں مفت تقسیم کرانے کا فیصلہ کیا۔۔۔۔

ان سے زیادہ ہم اپنے سنی بھائیوں کو مطلع کرنا چاہتے ہیں کہ جن کے والدین اور آباؤ اجداد تو رسول ﷺ سے محبت رکھنے والے تھے اور اہلسنت و جماعت کے تمام عقائد پر دل سے یقین رکھتے تھے اور معمولاتِ اہلسنّت، میلاد اور قیام وسلام وغیرہ کا بڑے ہی شاندار طریقہ سے اہتمام کیا کرتے تھے۔ اب ایسا نہ ہو کہ ان کی اولادیں ہر طرف سے شرک، شرک کے شوروغل سے گھبرا کر معمولاتِ اہلسنّت سے جی چرانے لگ جائیں۔ اور اپنی سادگی اور کم علمی کی وجہ سے تذبذب کا شکار ہو کر یا باطل مصلحتوں کی بناء پر اللہ کے حبیب ﷺ سے محبت اور وفاداری میں کمی نہ کرنے لگ جائیں۔

ہم نے اس کتاب کو بڑا ہی سادہ اور مدلل پایا۔ دوسرے اکابرین کی طرح حضور محدثِ اعظمِ ہند رحمۃ اللہ علیہ نے حق بیان فرما کر اپنا فرض پورا کیا اور مسئلہ قیام وسلام اور محفل میلاد بہت ہی واضح کردیا۔ اللہ رب العزت کی توفیق سے ہم نے بھی اس کتاب کو چھپوا کر اور انشاء اللہ بٹوا کر اپنا فرض پورا کرنے کی کوشش کی۔ انسان کو اختیار خدا ہی نے عطا فرمایا ہے اور اسے غلط وصحیح راستے کو چننے کا بھرپور اختیار حاصل ہے۔ دعا ہے کہ رب العزت کی توفیق سے جو چاہے اپنے لئے سیدھا راستہ اختیار کرکے دونوں جہانوں کی کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہو جائے۔ اللہ رب العزت اس کے مصنف کے درجات

بلند فرمائے اور ہم سب کو روزِ حشر اپنے حبیب ﷺ کے جھنڈے کے سایہ تلے جمع فرمائے (آمین)

آخیر میں منزل تک پہنچنے میں یا منزل کی طرف گامزن ہونے میں جو بزرگ ہمارے لئے وسیلہ بنے، ان کا شکر یہ ادا کرنا ضروری ہے۔ یہ بزرگ ہمارے لئے صرف وسیلہ ہی نہیں بلکہ خود ہماری منزل بھی ہیں۔ ہم وسیلہ چھوڑنے والے نہیں، بلکہ وسیلہ پکڑنے والے لوگ ہیں، چاہے وہ اللہ کے حبیب کا وسیلہ ہو کہ جن کے سبب ایمان نصیب ہوا اور انشاء اللہ روزِ محشر آپ کی شفاعت اور رب کی رضا بھی حاصل ہوگی، یا چاہے وہ اللہ کے دوستوں یعنی اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کا وسیلہ ہو کہ جن کی نگاہوں نے زنجیروں کو کاٹ دیا اور بیکار کو کارآمد بنا دیا۔ دراصل جو لوگ وسیلہ نہیں پکڑتے، پرلے درجے کے متکبر ہوتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ اپنے استاد کے تکبر کا حشر یاد کریں جو ہمیشہ کیلئے بارگاہِ الٰہی سے پھٹکار دیا گیا، حالانکہ تعداد میں خدا کیلئے اس کے سجدے اپنے تمام شاگردوں کے سجدوں سے بھی زیادہ تھے۔۔۔۔۔ بہرحال۔۔۔۔ جو اپنے محسنوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ رب تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں بن سکتا۔

قائدِ اہلسنّت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ہماری بڑی ہی رہنمائی فرمایا کرتے تھے۔ رب تعالیٰ شاہ صاحب کے درجات بلند سے بلندتر فرمائے۔ اب حضرت کے جانشین، شہزادۂ قائد اہلسنّت جناب علامہ انس نورانی صدیقی صاحب بھی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں اور ہماری کوششوں کو بہت سراہتے ہیں، جس کیلئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ ہم مسعودِ ملت، حضرتِ علامہ، ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا شکریہ ادا کر سکیں کہ آپ کا مقام اعلیٰ اور ہمارا قد بہت چھوٹا، مگر اس کے باوجود آپ اپنی دعاؤں میں ہمیں اور ہمارے مشن کو یاد رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی نصر اللہ خان صاحب افغانی دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب مدظلہ عالی کے قدموں سے وابستہ ہونا ہی ہمارے لئے بڑی سعادت کی بات ہے۔ ان بزرگوں کی رہنمائی اور دعاؤں کے بغیر ہم ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ بزرگ ہمیشہ ہم پر اپنی کرم نوازیاں جاری رکھیں گے۔ جملہ بزرگانِ اہلسنّت کے ساتھ ساتھ ہم کل خانوادۂ محدثِ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے بھی شکر گزار ہیں کہ وہ ہماری کوششوں کو سراہتے ہیں اور

ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمامی بزرگوں کی عمروں اور صحت میں برکت عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر ہم پر قائم ودائم فرمائے ﴿آمین﴾

جامعہ نصرۃ العلوم، کراچی، پاکستان سے جناب حضرت علامہ مفتی الیاس رضوی صاحب، جناب حضرت علامہ غلام جیلانی اشرفی صاحب (شیخ الحدیث) جناب علامہ رضوان احمد صاحب، جناب سید ریاض علی اشرفی صاحب، جو صوت الشرق پبلک اسکول، شاہ فیصل کالونی، کراچی، پاکستان کے مہتم بھی ہیں، اور تمامی احباب کی ہر دل عزیز شخصیت، جناب حضرت علامہ رجب علی نعیمی صاحب بھی جملہ علماءِ کرام کے ساتھ ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں جو قدم قدم پر ہماری رہنمائی اور تصحیح فرماتے ہیں اور اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں۔

گلوبل اسلامک مشن کی پوری ٹیم یعنی منصور احمد اشرفی جنہوں نے اس پوری کتاب کی کمپیوٹرائیزڈ کتابت سرانجام دی ہے، اور مقصود احمد اشرفی، وسیم احمد اشرفی، فرید احمد سہروردی، رخسانہ احمد، حنا احمد اور تہمینہ احمد کے شکر گذار ہیں، جنہوں نے مختلف مراحل میں مدد فرما کر اس ادارے کو تمغہءِ امتیاز کے قابل بنایا۔ اور خاص الخاص ہماری ہر دل عزیز شخصیت اور اس مشن کے مشیر مذہبی امور، جناب علامہ سید محمد فخر الدین علوی، جنہیں اب حضور شیخ الاسلام کے خلیفہ ہونے کا شرف بھی حاصل ہوگیا ہے، ہمارے پر خلوص شکریہ کے مستحق ہیں کہ اخلاص کے ساتھ ہمارے ساتھ تعاون فرماتے ہیں اور اس کتاب کی اردو، عربی، فارسی پروف ریڈنگ میں انہوں نے اپنا کافی قیمتی وقت سرف کیا ہے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنی ہمشیرہ غزالہ احمد اور ان کے شوہر، جناب اعجاز احمد اشرفی صاحب کا شکریہ بھی ادا کریں کہ جن دو کی مالی اعانت سے یہ کتاب چھپ کر منظر عام پر آ رہی ہے۔ اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے ﴿آمین﴾

اس سے اوپر کا مضمون اس کتاب کے پہلے ایڈیشن کے وقت تحریر کیا گیا تھا۔ اللہ ربّ العزت کے کرم سے یہ کتاب اتنی پسند کی گئی کہ ۵۰۰۰ کی تعداد میں چھپوانے کے باوجود بہت تیزی سے ختم ہوگئی کہ اب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنا ضروری ہوگیا ہے۔ لہٰذا حاضر ہے۔ اسکے علاوہ خدا کے فضل وکرم سے ہم حدیثِ نیت، حدیثِ محبت اور حدیثِ جبرائیل کی شرحیں، الاربعین الاشرفی (چالیس احادیث کی شرح)

مقالات شیخ الاسلام، دین کامل، فریضہ دعوت وتبلیغ، مسئلہ ختم نبوت اورتحذیرالناس، فتح مُبین، درود تاج (قرآن وحدیث کی روشنی میں) تعظیم کتاب اللہ اور انگلش کی کئی چھوٹی چھوٹی کتابیں شائع کر کے اپنے قارئین میں مفت تقسیم کر چکے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ زیادہ سے زیادہ مسلمان آپس میں ملکر دین متین کی اس خدمت میں حصہ لیں اور مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں تک بھی دین اسلام کا علم پہنچائیں تاکہ ہمارا مذہبی فریضہ بھی پورا ہو اور انشاء اللہ اسلام کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیاں بھی دور ہو جائیں۔ اپنے قائین سے ہماری اتنی ہی التجا ہے کہ خود بھی اسلام کا صحیح مطالعہ کریں اور اپنے بچوں کو بھی اسلامی زیور تعلیم سے آراستہ کریں۔ انشاء اللہ آپ کے اس سفر میں گلوبل اسلامک مشن شانہ بشانہ رہیں گے۔

آخر میں ہم دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب ﷺ کے وسیلہ جلیلہ کے طفیل ہماری اس ادنیٰ سی کوشش کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے ہم سب کیلئے آخرت کا توشہ بنادے اور ہم سب کو بزرگانِ اہلسنّت سے وابستہ رہتے ہوئے دین اسلام اور مسلک حقہ کی خدمت کرنے کے مزید مواقع مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم والہ واصحابہ اجمعین

احقر

ابوالمنصور

محمد مسعود احمد

سہروردی اشرفی

ذوالحجۃ ۱۴۲۸ھ بمطابق دسمبر ۲۰۰۷ء

چیئرمین

گلوبل اسلامک مشن، انک

نیویارک سی، یو ایس اے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر تذکرہ محدث اعظم ہند رضی اللہ عنہ

سید الواعظین، امام الخطباء، حضرت علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے زمانہ میں فائق القرآن رہے۔ عالم باعمل، محبت نبوی ﷺ سے سرشار، اور علمی وجاہت کا کوہ گراں تھے۔ معاصرین نے بالاتفاق آپ کو 'محدث اعظم ہند' کا خطاب دیا۔ خدائے پاک نے اس لقب کو اتنی شہرت عطا فرمائی کہ آپ کا لقب آپ کے نام سے زیادہ مشہور ہوا۔ آج بھی لوگ آپ کو اسی لقب ہی سے یاد کرتے ہیں۔

نسبی سلسلہ میں آپ، شہنشاہ بغداد، غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کے واسطے سے سید عالم ﷺ سے تعلق رکھتے ہیں۔ والد بزرگوار علامہ حکیم سید نذر اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جو اپنے وقت کے زبردست صاحب تقویٰ بزرگوں میں شامل ہیں، نے ابتدائی تعلیم گھر ہی پر دی۔ پھر آپ نے مدرسہ نظامیہ، فرنگی محل میں داخلہ لیا اور اس کے بعد استاد العلماء، مفتی لطف اللہ علی گڑھی کے مدرسہ میں داخل ہوئے اور اسناد حاصل کیں۔ بعد ازاں استاذ المحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ رحمۃ کے حلقہء درس میں شامل ہوئے، جہاں پر آپ نے کتب احادیث وفقہ میں مہارت حاصل کی۔ اور پھر علمی تشنگی آپ کو قافلہء سالارِ عشق ووفا، امام احمد رضا، فاضل بریلوی قدس سرہ کی بارگاہ تک لے آئی، جہاں سے آپ نے جملہ علوم وفنون میں مہارتِ تامہ حاصل کی۔ بطور تحدیث نعمت، آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ 'یہی گھڑیاں میرے لئے سرمایہ حیات ہوگئیں'۔

اردو ترجمہء قرآن، بنام 'معارف القرآن'، کے علاوہ آپ کی تصانیف میں مطبوعہ کتب ورسائل کی تعداد ۳۵ ہے اور غیر مطبوعہ تحریرات الگ ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ، شہزادہٴ محدث اعظم ہند قدس سرہ فرماتے ہیں، کہ 'قرآن کے صحیح مفہوم ومطلب سے دنیا والوں کو خبردار کرنے کی ضرورت کو سید محمد محدث علیہ الرحمۃ نے شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ اور دینی وتبلیغی مصروفیات کے باوجود قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر کا قصد فرمالیا۔ ترجمہ فرمانے کا نرالا انداز تھا، تبلیغی پروگرام میں کوئی کمی نہیں، ایک عالم اپنے ساتھ رکھے ہوئے ہیں، مستند ومعتمد علیہ تفاسیر کا اچھا خاصا ذخیرہ جوان کے ساتھ رہتا ہے نگاہوں کے سامنے ہے، ترجمہ

بولتے جارہے ہیں وہ لکھتا جارہا ہے۔ویٹنگ روم میں بیٹھے ہوئے ترجمہ لکھارہے ہیں، گاڑی پر سفر کررہے ہیں ترجمہ بول رہے ہیں، اور رمضان کے موقع پر مکان آئے ہوئے ہیں اور اس دینی کام میں مصروف ہیں۔ چھ ذی الحجتہ ۱۳۶۶ھ میں پورے قرآن کا ترجمہ ختم فرماکر تفسیر کی طرف متوجہ ہوئے۔ (ماہنامہ آستانہ کراچی ۱۹۹۵ء محدث اعظم نمبر) پہلے سپارے کی تفسیر، سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی' کے نام شائع ہوکر منظر عام پر آچکی ہے۔

آپ کی تبلیغی مساعی سے تقریباً پانچ ہزار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ ۱۳۵۶ھ میں آپ آل انڈیا سنی کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ، محدث اعظم ہند قدس سرہ کی سیاسی خدمات کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ' حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے مسلمان کی ملکی سیاست میں بھی حصہ لیا اور مسلمانان ہند کی رہنمائی کی۔

۱۳۶۵ھ بمطابق ۱۹۴۶ء میں بنارس میں منعقد ہونے والی عظیم الشان آل انڈیا سنی کانفرنس میں بالاتفاق صدر عمومی منتخب کیے گئے۔ ۶/۵ رجب ۱۳۶۵ھ کو سنی کانفرنس، اجمیر شریف کے ایک خطبہ میں آپ نے فرمایا' میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں صاف صاف کہہ دیا ہے کہ پاکستان بنانا صرف سنیوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سنی کانفرنس ہی کرے گی۔ اس میں سے کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے، نہ شاعری ہے، اور نہ سنی کانفرنس سے غلو کی بناء پر ہے۔ پاکستان کا نام بار بار لینا جس قدر ناپاکوں کی چڑ ہے، اسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے۔ اور اپنا اپنا وظیفہ کون سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے پورا نہیں کرتا؟ اب رہا پاکستان کا رستیاں است۔ (ملا محمد جلال الدین قادری خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء صفحہ ۳۰۶) آپ جماعت رضائے مصطفیٰ، بریلی کے تاحیات صدر اعلیٰ بھی رہے۔ ۱۶ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ بمطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۶۱ء کو لکھنوء میں انتقال فرمایا اور کچھوچھہ شریف میں مدفون ہوئے۔

آپ کا مزار پاک کچھوچھہ شریف میں فیض بخش خاص وعام ہے

ادارہ:

قول متعلم

اگر کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے ہیں، تو یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ آپ تشریف لاتے ہیں یا آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ تو یہ دونوں عقیدے غلط ہیں۔ اسلئے کہ نہ آپ تشریف لاتے ہیں اور نہ آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ تشریف آوری کے دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ کوئی آیت اور نہ کوئی حدیث ہے جس سے ثابت ہو۔ کوئی دیکھتا نہیں۔ پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔ یہ آپ پر افترائے محض ہے۔

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا (الحدیث)

جس طرح کسی نا کہے ہوئے قول کو آپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے، اسی طرح نا کیا ہوا فعل آپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے۔۔۔۔۔ نیز۔۔۔۔ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر ایک وقت کئی جگہ محفلیں منعقد ہوں، تو آیا سب جگہ تشریف لے جائیں گے یا کہیں کہیں۔ یہ تو ترجیح بلا مرجح ہے کہ کہیں جائیں اور کہیں نہ جائیں۔ اگر سب کی جگہ جائیں تو وجود واحد ہے، ہزاروں جگہ کسی طرح جا سکتے ہیں۔ یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔۔۔۔۔ الخ۔

(فتاوی امدادیہ: جلد۴، صفحہ۵۶)

ونظیر ذلك فعل كثير ذكر مولده صلى الله عليه وسلم

و وضع امة له من القيام وهو اليناىدعة لم يرد فه

شيء على ان الناس انمايفعلون

ذالك تعظيماله صلى الله عليه وسلم۔

فالعوام معذورون لذالك بخلاف الخواص۔

(فتاوی حدیثیہ، صفحہ۶۰۱)

بہر حال قیام بدعت ہے۔ جو لوگ اہتمام سے کرتے تھے، غلط کرتے تھے۔ قیام ترک کرنا چاہئے۔

واللہ اعلم بالصواب

حررہ ابن العماد سید علی احمد بمبوی
متعلم دارالافتاء دیوبند

الجواب صحیحؒ
سید مہدی حسن غفرلہٗ
صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

الجواب

قول متعلم:

اگر کھڑے ہوکر سلام پیش کرتے ہیں، تو یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ آپ تشریف لاتے ہیں یا آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ تو یہ دونوں عقیدے غلط ہیں۔ اسلئے کہ نہ آپ تشریف لاتے ہیں اور نہ آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ تشریف آوری کے دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ کوئی آیت اور نہ کوئی حدیث ہے جس سے ثابت ہو۔ کوئی دیکھتا نہیں۔ پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔ یہ آپ پر افترائے محض ہے۔ من کذب علّی متعمداً (الحدیث)

تنبیہ:

غریب مستفتی نے صرف 'نذر سلام' پیش کرنے کو لکھا تھا، متعلم اس پر 'عقیدہ' کا اضافہ اپنی طرف سے کر رہے ہیں۔ پھر عقیدہ یہ بتاتے ہیں کہ آپ تشریف لاتے ہیں یا آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ گویا اگر 'آپ تشریف لاتے ہیں' تو آپ کی روح حاضر نہیں ہوتی ہے اور اگر آپ کی 'روح حاضر ہوتی ہے' تو آپ تشریف نہیں لاتے ہیں۔ 'آپ تشریف لاتے ہیں'، یہ عقیدہ اس عقیدہ سے الگ ہے کہ آپ کی 'روح حاضر' ہوتی ہے۔ چنانچہ عقیدے کے بارے میں متعلم صاحب کہتے ہیں کہ یہ دونوں عقیدے 'غلط' ہیں۔ یہ حکم بھی عجیب ہے۔ متعلم کے سارے اکابر جس عقیدے کو 'شرک' بتا چکے ہیں، آخر اب کیوں اتنی کمزوری آگئی، کہ صرف 'غلط' کہہ دیا اور 'شرک' کہتے ہوئے قلم افتاء میں شکستگی کیوں آگئی!

سب سے پہلے یہ بات دیکھنے کی ہے کہ کھڑے ہوکر سلام پیش کرنے پر یہ عقیدہ کس دلیل سے لازم آتا ہے۔ کیا جمعیۃ والوں کا 'جیتی' اور 'مرتی' کے وقت کھڑے ہونا، اس عقیدے کا ماتحت ہے اور اگر مسئلہ مجوثہ میں کسی کا وہی عقیدہ ہے تو اس عقیدے کے غلط ہونے کی کیا وجہ ہے۔ صرف اس کہہ دینے سے کام نہ چلے گا کہ 'تشریف آوری کے دعوے پر ہرگز کوئی دلیل نہیں'۔ اور نہ یہی کہنا کافی ہوگا کہ 'نہ کوئی آیت ہے نہ کوئی حدیث ہے کہ جس سے ثابت ہو'، کیونکہ اس کا بھی یہ

جواب ہے کہ 'کوئی آیت یا حدیث ایسی نہیں جس سے تشریف نہ لانا ثابت ہو' اور نا اس نابینائی سے کام نکلے گا کہ 'کوئی دیکھتا نہیں پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔' کیونکہ اس کے جواب میں اوروں کا کیا ذکر ہے، خود مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فرمادیں گے کہ 'میں نے خود فرشتوں کے انوارِ رحمت کے ساتھ دیکھا ہے۔' اور تشریف آوری کیا، بلکہ جو چیز محفل میں تقسیم کی گئی، وہ بھی دست اقدس میں میرے والد ماجد نے دیکھی ہے۔ اگر آپ ان چشم بینا پر الزام رکھیں گے کہ 'افترا محض ہے' ۔تو آخر مسلمانوں کو آپ اتنا اندھا کیوں سمجھتے ہیں کہ شاہ صاحب کے مقابل آپ کی نابینائی کو پہچان نہ لیں گے۔

غلط بات کو سچ کرنے میں کوئی بہکی بہکی باتیں کس طرح کرتا ہے، اس کی کیسی کھلی مثال یہ ہے کہ تشریف آوری کو غلط قرار دینے کے وجوہ، اس طرح بیان کئے گئے ہیں کہ 'تشریف آوری کے دعوے پر کوئی دلیل نہیں' ۔اس کے بعد دوسری وجہ یہ بتائی کہ 'اس دعوی پر کوئی آیت وحدیث نہیں' ۔ یعنی پہلے جس دلیل کا انکار ہے وہ آیت وحدیث سے بے نیاز ہو کر کوئی دلیل ہو سکتی ہے اور تیسری وجہ یہ بتلائی کہ 'کوئی دیکھتا نہیں' ۔یعنی اگر کوئی دیکھ لے تو پھر آیت وحدیث میں، گو اس کے خلاف ہو، نہ آیت سنی جائے گی اور نہ حدیث! کلام میں یہ مہملیت صرف اس وجہ سے ہے کہ آیت وحدیث میں اس عقیدے کے خلاف کوئی شائبہ بھی نہیں ہے۔ اگر ایک حرف آیت وحدیث میں اس عقیدے کے خلاف ہوتا، تو اتنا کہنا کافی تھا کہ یہ عقیدہ فلاں آیت وحدیث کے خلاف ہے۔ پھر نہ کسی دلیل کی ضرورت تھی نہ اس عقلی گدے کی کہ 'کسی نے دیکھا نہیں' ۔کیا قرآن وحدیث کے خلاف بھی کوئی دلیل ہو سکتی ہے؟ اور کیا آیت وحدیث کے خلاف بھی کوئی دیکھ سکتا ہے؟ تو پھر یہ بولی کہ یہ وجہ نہیں تو یہ وجہ ہے اور یہ نہیں تو یہ وجہ ہے، معمولی سمجھ والے کو بتا دیتی ہے کہ کوئی وجہ نہیں۔ صرف یہ وجہ ہے کہ متعلم اس عقیدے میں 'شانِ رسول کریم ﷺ' محسوس کر کے، اس کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔

اب اگر آپ متعلم کے عقیدے کو بالکل برہنہ دیکھنا چاہتے ہیں تو ان کی ساری مخالفانہ عبارت پر نظر کیجئے کہ 'سلام پیش کرنے والے کا یہ عقیدہ ہونا ضروری ہے' اور 'یہ عقائد غلط ہیں، بے دلیل ہیں'، 'کسی آیت وحدیث سے ثابت نہیں'، 'عقل کے خلاف ہیں'، 'افترائے محض ہیں' ۔جو کچھ اس میں لکھا ہے یہ سب غصہ 'کھڑے ہو کر سلام پیش کرنے' ہی پر ہے۔ اگر کوئی بیٹھ کر سلام پیش

کرے اور یوں کہے کہ یارسول اللہ آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو، تو اس کے ذمہ یہ نہ ہوگا کہ یوں پکار کر خطاب کرنے میں یہ عقیدے ہونگے، اور یہ عقیدے غلط، بے دلیل، وغیرہ وغیرہ ہیں۔ اگر نہیں، تو کسی سمجھدار کو سمجھا دیا جائے کہ پکارنے اور خطاب کرنے میں تو کوئی 'عقیدۂ حضور' ضروری نہیں اور صرف 'کھڑے' ہو جانے میں اتنا زہر ہے کہ یہ عقیدے رکھنے پڑینگے۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ ایسی بھونڈی بات کو کوئی جاہل بھی قبول کرلے۔ بلکہ ان عقائد کا رشتہ محض کھڑے ہونے سے دور کا بھی نہیں ہے، جسے کھڑا ہونے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ موافقت قوم کیلئے کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ صرف ایک ادب مجلس ہے اور 'نداو خطاب' سے ان عقیدوں کا رشتہ 'چولی دامن' کی طرح سے ہے۔ تو پھر کھڑے ہونے سے زیادہ، متعلم کی تقریر اس پر چسپاں ہوگی جو بیٹھ کر 'صیغۂ نداو خطاب' سے سلام پیش کرے۔ اس سے متعلم کے الفاظ میں کہا جائے گا کہ 'اگر صیغۂ خطاب و نداء سے سلام پیش کرتے ہیں یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ آپ تشریف لاتے ہیں یا آپ کی روح حاضر ہوتی ہے، تو یہ دونوں عقیدے غلط ہیں۔ اسلئے کہ نہ آپ تشریف لاتے ہیں، نہ آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ تشریف آوری کے دعوے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور نہ کوئی آیت، نہ کوئی حدیث ہے جس سے ثابت ہو۔ کوئی دیکھتا نہیں۔ پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔ یہ آپ پر افتراء محض ہے۔ کذاب علّی متعمداً (الحدیث)

لیکن متعلم کے سارے فرقہ پر یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے کہ کسی معمولی موقع پر نہیں، بلکہ نماز میں، جبکہ بندہ ساری کائنات کو چھوڑ کر محض اپنے معبود کے سامنے حاضر ہو کر صرف اس کی مرضی و تقریب چاہتا ہے اور نماز کے کسی معمولی رکن میں نہیں، بلکہ 'قعدہ اخیرہ' میں جبکہ بندہ اپنے معبود کی بارگاہ میں باریاب ہو کر پورے خشوع و خضوع سے اور بڑے انہماک و یکسوئی کے ساتھ اپنے معبود کی حمد بجالاتا ہے، اسلام نے اس سچے پجاری پر واجب کر دیا ہے کہ وہ چہرہ کعبہ کی طرف رکھے اور دل کو مدینہ سے لگائے۔ اپنے معبود کی مرضی چاہتا ہے تو، اس کے محبوب کو 'نداء و خطاب' کے ساتھ پکار کر یوں کہے کہ ۔۔۔۔

السّلام علیك ایھا النبی ورحمة الله وبركاته

اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکتیں ہوں۔

۔۔۔۔اسی کو دوسرے عربی جملہ میں یوں کہیئے کہ۔۔۔۔

یانبی سلام علیك یارسول سلام علیك
یا حبیب سلام علیك صلوٰۃ اللہ علیك

۔۔۔۔اور اگر اس طرح عین نماز میں رسول پاک کو سلام نہ کیا اور کلام نہ کیا تو نماز فاسد ہے۔پھر سے نماز پڑھیئے اور اس میں پکار کر سلام عرض کریئے۔اگر مفتی صاحب اپنے فرقہ کی صحیح نمائندگی کرنے کی جرأت رکھتے ہیں تو میلاد شریف کے سلام سے پہلے نماز شریف کے سلام' بصیغہء خطاب وندا' کی مخالفت علانیہ کریں کہ مسلمانوں کو آسانی سے معلوم ہو جائے کہ پوری پارٹی کو، نہ قیامِ میلاد سے غرض ہے نہ نماز سے، انھیں تو اس صف بندی کا ساتھ دینا ہے جو شانِ رسالت کی عظمت کے خلاف کھڑی کی گئی ہے۔وہ جہاں اس کی جھلک پائیں گے حملہ ضرور کرینگے۔

یہ جو میں نے متعلم کو ان کے اصلی عقیدے کے اظہار کر دینے کی جرأت کو للکارا ہے، وہ اسلیئے نہیں کہ پوری پارٹی کا وہ ناپاک عقیدہ نہیں ہے یا اس عقیدہ کو کسی نے صاف بیان نہیں کیا ہے، بلکہ اسلیئے کہ جس نے بیان کر دیا تھا، اس کے بیان کر دینے کے عذاب کو سارے فرقہ کو اتنا بھگتنا پڑا اور اب تک بھگت رہے ہیں کہ اب اس کے اظہار کی جراءت جس مدرسہ کے صدر مدرس کو نہیں ہو سکتی وہ مدرسہ کے ایک بے علم طالبعلم کو کیونکر ہو سکے گی۔یہ بیان کرنے والا اگر کوئی معمولی شخص ہوتا تو شاید سخن سازیوں اور حیلہ تراشیوں سے بہتر بھی ان کیلیئے ہوتا کہ اس کی تحریر سے بریت اور بیزاری کا اعلان کر دیا جاتا۔مگر اعلان کیا تو اس نے جو طائفہ بھر کا امام ہے۔جسکی ہر تصنیف پارٹی کی نظر میں اس کا قرآن ہے۔چنانچہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی ان کی کتاب 'صراط مستقیم' میں خود اپنی یہ عبارت ہے جو نماز، بلکہ ساری عبادات میں اصلاحِ خیال کو اپنے گروہ کے خیال کے موافق انھوں نے قلمبند کیا ہے۔

اصل عبارت یہ ہے۔۔۔۔

'ازوسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہء خود بہتراست و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشد بچنیں مرتبہ بد تراز استغراق درصورت گاؤ خر خوداست کہ خیال آں باتعظیم واجلال بسویدہائے دل می چسپد'

۔۔۔۔الخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر تذکرۂ محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

سید الواعظین، امام الخطباء، حضرت علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے زمانہ میں فائق القرآن رہے۔ عالم باعمل، محبت نبوی ﷺ سے سرشار، اور علمی وجاہت کا کوہ گراں تھے۔ معاصرین نے بالاتفاق آپ کو 'محدث اعظم ہند' کا خطاب دیا۔ خدائے پاک نے اس لقب کو اتنی شہرت عطا فرمائی کہ آپ کا لقب آپ کے نام سے زیادہ مشہور ہوا۔ آج بھی لوگ آپ کو اسی لقب ہی سے یاد کرتے ہیں۔

نسبی سلسلہ میں آپ، شہنشاہ بغداد، غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کے واسطے سے سید عالم ﷺ سے تعلق رکھتے ہیں۔ والد بزرگوار علامہ حکیم سید نذر اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جو اپنے وقت کے زبردست صاحب تقویٰ بزرگوں میں شامل ہیں، نے ابتدائی تعلیم گھر ہی پر دی۔ پھر آپ نے مدرسہ نظامیہ، فرنگی محل میں داخلہ لیا اور اس کے بعد استاذ العلماء، مفتی لطف اللہ علی گڑھی کے مدرسہ میں داخل ہوئے اور اسناد حاصل کیں۔ بعد ازاں استاذ المحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ رحمۃ کے حلقہ درس میں شامل ہوئے، جہاں پر آپ نے کتب احادیث وفقہ میں مہارت حاصل کی۔ اور پھر علمی تشنگی آپ کو قافلہ سالار عشق ووفا، امام احمد رضا، فاضل بریلوی قدس سرہ کی بارگاہ تک لے آئی، جہاں سے آپ نے جملہ علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل کی۔ بطور تحدیث نعمت، آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ 'یہی گھڑیاں میرے لئے سرمایہ حیات ہوگئیں'۔

اردو ترجمہ قرآن، بنام 'معارف القرآن'، کے علاوہ آپ کی تصانیف میں مطبوعہ کتب ورسائل کی تعداد ۳۵ ہے اور غیر مطبوعہ تحریرات الگ ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ، شہزادۂ محدث اعظم ہند قدس سرہ فرماتے ہیں، کہ 'قرآن کے صحیح مفہوم ومطلب سے دنیا والوں کو خبردار کرنے کی ضرورت کو سید محمد محدث علیہ الرحمۃ نے شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ اور دینی وتبلیغی مصروفیات کے باوجود قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر کا قصد فرمالیا۔ ترجمہ فرمانے کا نرالا انداز تھا، تبلیغی پروگرام میں کوئی کمی نہیں، ایک عالم اپنے ساتھ رکھے ہوئے ہیں، مستند ومعتمد علیہ تفاسیر کا اچھا خاصا ذخیرہ جوان کے ساتھ رہتا ہے نگاہوں کے سامنے ہے، ترجمہ

بولتے جارہے ہیں وہ لکھتا جارہا ہے۔ ویٹنگ روم میں بیٹھے ہوئے ترجمہ لکھا رہے ہیں، گاڑی پر سفر کررہے ہیں ترجمہ بول رہے ہیں، اور رمضان کے موقع پر مکان آئے ہوئے ہیں اور اس دینی کام میں مصروف ہیں۔ چھ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ میں پورے قرآن کا ترجمہ ختم فرما کر تفسیر کی طرف متوجہ ہوئے۔ (ماہنامہ آستانہ کراچی ۱۹۹۵ء محدث اعظم نمبر) پہلے سپارے کی تفسیر 'سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی' کے نام شائع ہو کر منظر عام پر آچکی ہے۔

آپ کی تبلیغی مساعی سے تقریباً پانچ ہزار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ ۱۳۵۶ھ میں آپ آل انڈیا سنی کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ، محدث اعظم ہند قدس سرہ کی سیاسی خدمات کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ 'حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے مسلمان کی ملکی سیاست میں بھی حصہ لیا اور مسلمانان ہند کی رہنمائی کی۔

۱۳۶۵ھ بمطابق ۱۹۴۶ء میں بنارس میں منعقد ہونے والی عظیم الشان آل انڈیا سنی کانفرنس میں بالاتفاق صدر عموی منتخب کئے گئے۔ ۶/۵ رجب ۱۳۶۵ھ کو سنی کانفرنس، اجمیر شریف کے ایک خطبہ میں آپ نے فرمایا' میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں صاف صاف کہہ دیا ہے کہ پاکستان بنانا صرف سنیوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سنی کانفرنس ہی کرے گی۔ اس میں سے کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے، نہ شاعری ہے، اور نہ سنی کانفرنس سے غلو کی بناء پر ہے۔ پاکستان کا نام بار بار لینا جس قدر ناپاکوں کی چڑ ہے، اسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے۔ اور اپنا وظیفہ کون سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے پورا نہیں کرتا؟ اب رہا پاکستان کا رسنیاں است۔ (ملا محمد جلال الدین قادری خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس: مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء صفحہ ۳۰۶) ۔ آپ جماعت رضائے مصطفیٰ، بریلی کے تاحیات صدر اعلیٰ بھی رہے۔ ۱۶ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ بمطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۶۱ء کو لکھنوء میں انتقال فرمایا اور کچھوچھہ شریف میں مدفون ہوئے۔

آپ کا مزار پاک کچھوچھہ شریف میں فیض بخش خاص و عام ہے

ادارہ:

میں خیال ڈوبا ہوا ہے۔ اِھدِ نَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ لب پر ہے اور کسی انجمن یا جمیعۃ یا جماعت یا پارٹی کے خیال میں غرق ہوجاتے ہیں تو پھر ان کی نماز سے مسلمانوں کو لاکھوں کوس دور رہنا چاہئے۔ یہ لوگ نماز میں بھی الیکشن ہی لڑا کرتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ اگر رسول پاک کے خیال ہی سے ضد تھی اور اس کو نماز سے نکالنا تھا تو یوں کہہ دیا جاتا کہ نماز میں رسول پاک کا خیال کرنا ممنوع ہے، ناجائز ہے، حرام ہے، بدعت ہے، شرک ہے۔ یعنی ان کے نزدیک جو شرعی حکم ہو اس کو اصطلاح شرع کے موافق لکھ دیتے اور مسلمانوں سے صرف اتنا اختلاف رہ جاتا کہ مسلمان جسکو ضروری کہتے وہ حرام یا جو چاہتے کہتے۔ اس قسم کا اختلاف اس پارٹی سے جمہوریت اسلامیہ کا بہتیرے مسائل میں ہے۔ خاص زیارت مزار پُر انوار نبوی کے ارادے سے سفر کرنا مسلمانوں کے نزدیک بڑی سعادت ہے۔ یہ پارٹی ناجائز کہتی ہے۔ خود مسئلہء میلاد شریف میں، کہ مسلمان جس عمل کو اپنی وفاداریٔ بارگاہ نبوی کا سبب جانتے ہیں، متعلم صاحب اس کو ناجائز، خلافِ شریعت، حرام، بدعت کہہ رہے ہیں۔

اس طرز بیان سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ پارٹی والے جو کہتے ہیں غلط فہمی سے یا دیدہ ودانستہ صحیح یا غلط کہتے ہیں تو برنبائے دلیل کہتے ہیں اور شرعی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ لیکن یہ کیا بولی ہے کہ رسول پاک کا خیال آنا گائے گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔ یہ گائے گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہونا کس آیت، کس حدیث، کس فقہ کی بولی ہے۔ یہ تو بلا تاویل بازاری زبان میں کھلی ہوئی گالی بکنا ہے اور گالی دینے کے سوا یہ نہ تو کوئی حکم شرعی ہے نہ کسی آیت وحدیث وفقہ کی عبارت کا ترجمہ ہے۔ یہ بولی اس کی ہے جو خیال رسول پاک کی ضد میں اتنا غصہ سے بھرا ہوا ہے، کہ دلائل کی دنیا چھوڑ کر گالی دینے پر اُتر آیا ہے۔

گائے کے خیال میں ڈوب جانے کا شوق تو جمیعۃ بھر کے تازہ کردار سے ظاہر ہوگیا ہے۔ مگر گدھے کی عزت افزائی تو دشنام بازی کے جوش کا کھلا ہوا نمونہ ہے۔ مسلمان تو اس کو بھی برداشت نہیں کرسکتا کہ رسولِ پاک کی کسی فضیلت کو اس طرح بیان کیا جائے کہ مقابلہ میں گائے گدھے کو رکھ کر کہا جائے کہ میرے رسول میں وہ فضیلت ہے جو کسی گائے گدھے میں نہیں ہے۔ گائے گدھے کو اسلام نے بھی یہ حد درجہ نہیں دیا ہے کہ اس کا تقابل رسولِ پاک سے کیا جائے۔ تو پھر یہ چیز کیسے گوارہ ہوسکتی ہے کہ رسولِ پاک کے خیال کے ساتھ لفظ 'بدتر' کہا جائے اور اس کے مقابلے میں گائے

گدھے کے خیال ہی نہیں بلکہ بہ کوشش اس کے خیال میں ڈوب جانے کو سراہا جائے۔

اس عبارت کا مصنف بڑا بے باک مجرم ہے۔ غرض اس عبارت پر جب ہر طرف سے لے دے شروع ہوئی اور کسی اعتراض کا کوئی جواب صحیح نہ دیا جا سکا اور عبارت کی گندگی پر لعنت برسنے لگی تو اب پارٹی کیلئے سخن سازی وحیلہ تراشی کے سوا چارہ نہ رہا۔ عبارت والا ان کا امام ٹھہرا۔ اس کی عصمت پر ایمانِ کامل، خود عبارت گویا ٹولی بھر کیلئے قرآن کی آیت ہے، انکار کریں تو وہ خود کافر ہو جائیں۔ خود وہ کتاب جس کی عبارت ہے ملک میں اس قدر شائع ہو چکی ہے کہ اب نہ انکار کی گنجائش ہے نہ اخفاء جرم کی۔ ناچار مسلمانوں پر جادو یہ چلایا گیا کہ یہ عبارت گو سادہ فارسی کی عبارت ہے۔ کوئی لفظ دشوار اس میں نہیں، لیکن وہ ہم لوگوں کی فارسی ہے۔ اور جب ہماری اردو ایسی ہے، جس کو ہم ہی سمجھیں تو پھر ہماری فارسی کو بھلا ہمارے سوا کون سمجھ سکتا ہے۔ اب اگر پوچھئے کہ آپ کی تیل بیچنے والی فارسی میں آخر وہ کون سی چیز ہے جس کو صرف آپ سمجھیں اور کوئی نہ سمجھے، تو کہا جاتا ہے کہ اس میں جس چیز کو بُرا بھلا کہا گیا ہے اور جس کو کھلی گالی دی گئی ہے، وہ خیالِ رسول نہیں ہے بلکہ وہ صرف 'ہمت بہ سوئے رسولِ پاک' ہے۔ ساری عبارت کو پڑھ جایئے، کہیں خیالِ رسول کا لفظ نہیں ہے۔ بلکہ صرف ہمت کو کوسا گیا ہے۔ اور صرف ہمت اس قدر ملعون چیز ہے کہ اس کو جس قدر گالی دی جائے سب ٹھیک ہے۔ کیونکہ صرف ہمت کا اصلی ترجمہ ہے 'عبادتِ غیر معبودِ حقیقی'۔ اور ظاہر ہے کہ معبودِ حقیقی کے سوا کسی کی عبادت بڑی ناپاک، بڑی خراب، بڑی سراپا لعنت چیز ہے۔ تو جو رسول پاک کی عبادت کریگا وہ مردود ہے۔ گائے گدھے کے خیال میں ڈوب جانے والا اس عبادت سے محفوظ رہے گا۔

یہی تاویل آج ساری ٹولی میں رواج پا گئی ہے۔ یہی مرکزی مدرسہ کا صدر بھی کہتا ہے اور یہی جمعیۃ بھر کے لوگ بولا کرتے ہیں اور اس طرح بولتے ہیں جس طرح کوئی سچی بولی بولی جاتی ہے۔ لیکن 'صراطِ مستقیم' میں دیکھئے تو ساری عبارت خود اس حیلہ سازی کو ختم کر رہی ہے۔ اول تو یہ کہ 'صرف ہمت' کے معنی 'عبادت' دنیا کی کسی بولی میں نہیں ہے۔ لفظ 'صرف' اور لفظ 'ہمت' دونوں عربی زبان کے لفظ ہیں۔

۔۔۔اگر عربی زبان میں کہا جائے:

واصرف الھمت لھذا لامر

۔۔۔۔تو عرب اس کو یہی سمجھیں گے کہ فلاں کام کیلئے اس میں کارگزاری دکھانے کی دعوت ہے ۔اس کا کسی کو خیال بھی نہ ہوگا کہ فلاں چیز کی عبادت کرنے کو کہا جارہا ہے۔ یہ دونوں لفظ اہل فارس بھی بولتے ہیں۔

۔۔۔۔اگر فارسی میں کہا جائے:

برائے ایں کار صرف ہمت باید کرد

۔۔۔۔تو فارس کا رہنے والا یہی سمجھے گا کہ فلاں کام کیلئے جوش عمل پیدا کیا جارہا ہے اور یہ کسی ذہن میں واہمہ بھی نہ گزرے گا کہ کسی کام کو معبود قرار دینے کی تاکید ہے۔اردو زبان میں بھی دونوں لفظ یوں استعمال کئے جاتے ہیں اور کہہ دیا جاتا ہے کہ:

ہمت خرچ کرو تو دولت، حکومت پاؤ

۔۔۔۔اور کوئی بھی اس کا وہم بھی نہیں کرتا کہ دولت وحکومت کی عبادت کو کہا جارہا ہے۔آخر یہ ٹولی کس قسم کی ہے کہ دنیا جہان سے نرالی سمجھ رکھتی ہے۔منھ سے 'صرف ہمت' کہتی ہے اور دل میں 'عبادت' مراد لیتی ہے ۔یہ اپنے دارالعلوم کیلئے 'صرف ہمت' کریں، اپنی جمعیت کیلئے 'صرف ہمت' کریں، اپنی ہر پالیسی کیلئے 'صرف ہمت' کریں تو یہ امید رکھیں کہ ملک بھر میں اسکو توحید کا طرہ سمجھیں اور اگر مسلمان 'صرف ہمت' بہ سوئے رسول کریں تو رسول معبود ہو جائے اور مسلمان مشرک ہو جائیں۔

دوسرے یہ کہ عبارت میں خیالِ رسول کا لفظ بھی ہے اور خیالِ رسول ہی کا بیان بھی ہے۔ اور خیال رسول ہی کو گالی دی گئی ہے۔اب پوری عبارت پڑھئے مرادف الفاظ اس میں چند ہیں۔ وسوسہ، خیال، 'صرف ہمت'، استغراق۔ یہ فارسی نویسوں کا ایک طرز نگارش ہے کہ اگر کسی عبارت میں ایک لفظ بولنے کا کئی بار موقع ہو تو اُس لفظ کی تکرار سے بہتر یہ جانتے ہیں کہ کوئی دوسرا مرادف لفظ لائیں اور اس طرح لغت دانی اور بلاغت کا مظاہرہ کریں۔اردو طرز تحریر میں بھی اس کی رعایت پائی جاتی ہے۔مثلاً کسی نے کہا، مسلمانو! تم تدبر کیلئے خدا کی طرف سے مامور ہو۔تمہیں حکم ہے کہ طریق صحابہ پر غور وفکر کرو۔تمہیں فرمان ملا ہے کہ آئمہ کرام کے سوچنے کا ڈھنگ دیکھو۔تم سے کہہ دیا

گیا ہے کہ ہر واقعہ پر دھیان لگاتے رہو۔ اس عبارت میں تدبر، غور وفکر، سوچنے، دھیان لگانے، سب ایک دوسرے کے مرادف ہیں۔ اسی طرح مامور، حکم، فرمان، کہہ دیا گیا، سب مرادف ہیں اور ہر ایک کے معنی بس ایک ہی ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ تدبر کے معنی عبادت، غور وفکر کے معنی فلاں فلاں ہیں، جس میں سوچنے سے کوئی مطلب نہیں، تو دنیا اس کو مسٹر کے لباس میں دیکھے گی تو احمق الدین کہے گی۔ اور اگر مولوی کے کپڑوں میں پائے گی تو حاجی بغلول کہے گی۔

یہی حال 'صراطِ مستقیم' کی عبارت کا ہے کہ وسوسہ ہو یا خیال، 'صرف ہمت' ہو یا استغراق، دیکھنے میں چار لفظ ہیں مگر مطلب سب کا وہی ہے جو خیال کا مطلب ہے۔ ورنہ لفظ استغراق تو بابِ استفعال کا مصدر ہے، جس کی خاصیت 'طلب' ہے۔ اس کے معنی ہوں گے کہ پورے شوق طلب کے ساتھ خود بخود خیال آجانا نہیں بلکہ کوشش کر کے گائے گدھے کا خیال لانا۔ اور صرف خیال لانا ہی نہیں بلکہ اس خیال میں ڈوب جانا، محو ہو جانا، ساری نماز اس محویت کی بھینٹ چڑھا دینا، اس کو بہتر کہا گیا ہے تو 'صراطِ مستقیم' کا مصنف بے ساختہ چیخ پڑے گا کہ خدارا مجھ پر رحم کرو اور ایسی معنی آفرینی نہ کرو جو میرے حاشیہ خیال میں بھی نہیں ہے۔ میں نے تو چار لفظ بولے اور صرف خیال کے معنی مراد لئے اور مصنف پر کیا موقوف ہے، جو لوگ اس کی عصمت پر ایمان رکھتے ہیں شاید وہ بھی برداشت نہ کر سکیں گے کہ لفظ استغراق کے حقیقی معنی قبول کریں اور صاف کہیں گے کہ یہ تو محض تفنن عبارت ہے۔ ورنہ استغراق کے معنی یہاں محض خیال کے ہیں۔ تو پھر صرف ہمت کو خیال سے زیادہ قرار دینا اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ مصنف کی عصمت پر ایمان لا چکے ہیں۔ اور اس سے کسی لغزش کے امکان کو قبول کرنا کفر جانتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ ٹولی بھر کی اس تمام کدو کاوش اور حیلہ تراشی کو نہ عبارت قبول کرے، نہ عبارت کا مصنف۔ ساری معنی آفرینی، توضیح القول بما لا یرضی بہ قائلہ، ہو کر رہ گئی ہے۔ کیوں کہ عبارت میں لفظ 'وسوسہ' ہے تو مصنف نے کہیں نہیں بتایا کہ 'وسوسہ' کے معنی کیا ہیں۔ لہٰذا کوئی دوسرا اپنی طرف سے اس میں کوئی معنی نکالے تو گنجائش ہے۔ لیکن لفظ 'استغراق' اور لفظ 'صرف ہمت' جس پر بحث ہے اس کے تو خود مصنف نے خود اسی عبارت میں معنی بتا دیئے جس میں اب کسی کی زیادتی کا کسی کو حق ہی نہیں ہے۔ چنانچہ مصنف نے یہ نہ بتایا کہ 'وسوسہ ء زنا' کے بدتر ہونے کی وجہ کیا

ہے لیکن یہ بتایا ہے کہ صرف ہمت بہ سوئے رسول پاک کے بدتر ہونے اور استغراق درصورت گاؤخر کے بہتر ہونے کی وجہ کیا ہے۔ چنانچہ اسی عبارت کا خاتمہ اس جملہ پر ہے کہ:

خیال آں سرور بسویدائے دل می چسپد بخلاف خیال گاؤخرکہ۔
آں قدر چسپیدگی می بود و نہ تعظیم۔

۔۔۔۔یعنی 'صرف ہمت' بہ سوئے رسول پاک کے بدتر ہونیکی وجہ یہ نہیں ہے کہ 'صرف ہمت' بہ معنیٰ 'عبادت' ہے۔ بلکہ اس بدتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سرورِ عالم کا خیال اور کان کھول کر پارٹی بھر سن لے کہ 'بس خیال' وہ چیز ہے، جو دل کے سویدا میں چپک جاتی ہے اور گاؤخر کے خیال میں یہ چپیدگی نہیں ہے۔ کتنا واضح طور پر اقرار ہے کہ 'صرف ہمت' جس کو کہا گیا ہے وہ 'صرف خیال' ہے اور استغراق جس کو کہا گیا ہے وہ 'صرف خیال' ہے۔ نہ 'صرف ہمت' کے معنیٰ 'عبادت' کے ہیں اور نہ استغراق کے معنیٰ پوجا پاٹ کے ہیں۔ دونوں جگہ پر صرف لفظ 'خیال' ہی مصنف لایا ہے، کہ دونوں کے معنیٰ صرف خیال ہی کے ہیں۔ ہاں دونوں خیال میں فرق یہ ہے کہ گائے گدھے کے خیال سے نمازی کو کوئی دلچسپی نہ ہوگی اور رسولِ پاک کا خیال دل کی گہرائیوں میں اُتر جائے گا۔ نمازی کو نماز کا، اور نماز کے ارکان کا، نماز کی قرأت کا، نماز کی دعاؤں کا، نماز کے درود شریف کا مزہ آجائے گا۔ اور یہ چیز اس عبارت والے پر اتنی شاق ہے کہ اس کے خلاف گالی پر اتر آنا قبول کر لے گا، مگر رسولِ پاک کی اس شان پر کسی طرح ایمان نہ لائے گا۔۔۔۔غرض۔۔۔۔عبارت پکارتی ہے کہ ساری ضد تعظیم محبت رسولِ پاک سے ہے۔ اور جو کچھ عبادت کا مقصود وہ صرف اسی قدر ہے۔

ان سطور نے واضح کر دیا کہ میں نے متعلم کے بارے میں کیوں کہا کہ وہ اس بارے میں اپنے عقیدے کے اظہار کی جراءت نہ کر سکیں گے۔ اور یہ بھی روشن ہو گیا کہ جو فرقہ خیالِ رسول کو کسی طرح برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔نہ السلام علیك ایھاالنبی کہتے وقت۔۔۔۔نہ اشھدان محمداعبدہ ورسولہ کہتے وقت۔۔۔۔نہ اللھم صلی علی سیدنامحمد کہتے وقت۔۔۔۔اور نہ اللھم بارك علی سید نا محمد کہتے وقت۔۔۔۔تو پھر بھلا وہ یانبی سلام علیك۔۔۔۔ یارسول سلام علیك۔۔۔۔ یاحبیب سلام علیك۔۔۔۔ صلوۃ اللہ علیك کس کلیجہ سے گوارا کر سکے۔ وہ میلاد شریف اور اس میں سلام عرض کرنے کو جتنا کوسے، جس

قدر غم وغصہ کا اظہار کرے اور مسلمانوں کو اس عمل کی وجہ سے جو کچھ منھ بھر کہہ ڈالے، تو وہ اس افتادہ طبیعت اور فرقہ پرستی کی اصلی طینت سے مجبور ہے جس کی بنیاد ہی عنادِ رسولِ پاک پر رکھی گئی ہے۔ متعلم سے صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ فتویٰ چاک کر ڈالو، بحث مت چھیڑو! ؎

'حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو'

بالجملہ یہ تو متعلم صاحب ہی بولیں کہ عرب میں، عجم میں، ہند میں، سندھ میں، مدینہ میں، چین میں، دنیا بھر میں، ہر مسلمان نمازی 'صیغہء خطاب وندا' کے ساتھ اپنی ہر نماز فرض دواجب و سنت ونفل میں السلام علیك ایھاالنبی کہتا ہے اور اس کو کم ازکم واجب جانتا ہے، تو یہ کیوں کرتا ہے۔ کیا ہر جگہ تشریف آوری ہوتی ہے۔ یہ کہنا فتویٰ نویس کو گوارا نہیں۔ اس کو تو آیت وحدیث میں اس نے پایا ہی نہیں، اس کو تو وہ عقلی طور پر بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ وہ تو کہتے ہیں کہ ایسا کسی نے دیکھا ہی نہیں۔ تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ غیر حاضر کو پکارنا، اس سے کلام بہ صیغہ خطاب وذکر کرنا ہر نماز میں کیوں ہے اور کس دلیل سے ہے۔ جو دلیل پیش کریں اسی سے میلاد شریف میں بھی سلام عرض کرنا ثابت ہوگا۔ اسی کو دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ میلاد شریف میں یا نبی سلام علیك کو ترک کرتے ہو، تو نماز میں التحیات اور درود شریف کو بھی چھوڑنا پڑے گا۔ اور اگر نماز میں التحیات اور درود شریف کے خلاف کچھ نہیں کہہ سکتے ہو تو میلاد شریف میں یـانبی سلام علیك کے خلاف بھی منھ کھولنے کا حق نہیں ہے۔

اب متعلم صاحب کی مان کر یہ دیکھنا ہے کہ اگر میلاد شریف میں کھڑے ہو کر سلام عرض کرنے پر یہ لازم ہی آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھے کہ محفل مبارک میں حضور تشریف فرما ہیں، یا روحِ پاک حاضر ہے، تو اس عقیدے کو غلط کس برتے پر کہہ دیا ہے۔ کیا کوئی دلیل اس عقیدے کے غلط ہونے پر ہے، یا قرآن وحدیث نے اس عقیدے کو غلط بتایا ہے۔ اگر ہاں، تو سارا فتویٰ اس دلیل اور آیت وحدیث سے خالی ہے۔ اور تھوڑی سمجھ والا بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ اگر واقعی فتویٰ نویس کے پاس کوئی دلیل، کوئی آیت، کوئی حدیث، ایسی ہوتی جس میں اس عقیدے کے غلط ہونے کا شبہ بھی پیدا کیا جا سکتا، تو وہ اُس کو اس موقع پر اٹھا نہ رکھتے، بلکہ بڑی دھوم سے مچلتے ہوئے قلم سے اُس کو لکھ کر للکارتے کہ یہ ہیں دلائل، یہ ہیں آیتیں، یہ ہیں حدیثیں، جن میں اس عقیدے کو صاف صاف

غلط کہا گیا ہے۔مگر اس بیان کے موقع پر کسی دلیل وکسی آیت وحدیث کو بیان نہ کرنا، ایک طرح سے اقرار ہے کہ عقیدہ کے غلط ہونے کی نہ کوئی دلیل ہے، نہ کوئی آیت ہے، نہ کوئی حدیث ہے۔

کم وبیش ڈیڑھ سو برس سے آج تک ساری پارٹی ایسی دلیل، ایسی آیت، ایسی حدیث کی تلاش میں ہے جس سے اس عقیدہ کے غلط ہونے کا ثبوت مل سکے۔مگر وائے ناکامئ قسمت، کہ اس متعلم کے عہد تک نہ ملی۔اور یاد رکھیں کہ قیامت تک نہیں مل سکتی ہے۔اور اگر متعلم کو خود بھی محسوس ہو رہا ہے کہ وہ اس بارے میں نادار ہیں اور واقعی عقیدے کے غلط ہونے کی ان کے پاس کوئی دلیل، کوئی آیت، کوئی حدیث، نہیں ہے تو آخر یہ من گڑھت دعویٰ اور بے دلیل بات اور من مانی شریعت کو لکھ کر ملت اسلامیہ سے قبول کرانے کی سعی لاحاصل کیوں ہے؟ یہاں متعلم صاحب کو سنانے کے قابل ایک مخمس کا بند یاد آ گیا۔

جو کہتے ہیں کہ وہ ہرگز نہیں تشریف لاتے ہیں
وہ گندے ہیں وہ گندوں میں کہیں تشریف لاتے ہیں
جہاں ہم نے پکارا وہ وہیں تشریف لاتے ہیں
بحمد اللہ سید وہ یہیں تشریف لاتے ہیں
جناب رحمۃ اللعالمین تشریف لاتے ہیں

اب ذرا اس کی بھی سیر کر لی جائے کہ متعلم نے، یہ بلند و بالا دعویٰ تو کر دیا کہ نہ آپ تشریف لاتے ہیں، نہ آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔یہ لہجہ ایسا ہے کہ گویا آپ کی تشریف آوری کا پاسپورٹ فتویٰ نویس کے دفتر ہی سے مل سکتا ہے۔اور دفتر کے ریکارڈ میں کوئی پرمٹ موجود نہیں ہے۔

لہٰذا بڑے اطمینان سے کہہ دیا کہ بلا اجازت تشریف آوری ہرگز نہ ہوگی۔ چنانچہ متعلم صاحب اسی مدعا کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ تشریف آوری کے دعوے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ یہاں لفظ 'دلیل' سے 'قرآن وحدیث' کو مراد نہیں لیا جا سکتا، کیونکہ قرآن وحدیث میں نہ ہونے کو مستقل طور پر اس دلیل کے سوا آگے خود متعلم نے لکھا ہے۔تو اب یہاں دلیل سے وہی پاسپورٹ ہی سمجھا جا سکتا ہے جس پر متعلم کا سارا فرقہ متفق ہے کہ نہ کبھی دیا اور نہ کبھی دینا چاہتا ہے۔ساری

دنیا جہاں سے جہاں چاہے آئے جائے، فرقہ بھر کو اس میں دخل نہیں۔ صرف آنحضرت کی تشریف آوری کا پرمٹ فرقہ نے اپنے لئے رجسٹرڈ کرالیا ہے اور طے کرلیا ہے کہ اب اگر اللہ تعالیٰ بھی چاہے، تو معاذ اللہ چاہا کرے، تشریف آوری کا اجازت نامہ فرقہ کا دفتر ہرگز نہ دے گا۔ متعلم اپنے اس مدعا سے برخود غلط خواہ بے خوب مزے لے رہے ہوں مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور رسول پاک پر اس کے فضل اتم پر ایمان رکھنے والوں کو متعلم مجبور نہ کریں کہ وہ ان ہفوات کو قبول کرلیں۔ ان کی طرف سے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ: ۔

'دعویٰ بے دلیل قبول خرد نہیں'

متعلم نے اپنے دعویٰ کی بنیاد دوسری یہ بتائی ہے کہ 'اور نہ کوئی آیت ہے اور نہ کوئی حدیث ہے کہ جس سے ثابت ہو'۔ اس جملہ سے اتنی بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ کوئی آیت، کوئی حدیث، اس مضمون کی تو ہرگز نہیں ہے کہ تشریف آوری اور روحِ پاک کی حاضری کا عقیدہ غلط ہے۔ ورنہ متعلم بہ بانگ دہل پکارتے کہ یہ عقیدہ فلاں آیت اور فلاں حدیث سے غلط ثابت ہوتا ہے۔ بجائے اس کے پھسپھسی سی بات، بالکل دبی زبان سے یوں کہہ دی کہ یہ عقیدہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ یہ کچھ فرقہ بھر کی اس خصوص میں کمزوری کے سبب ہے اور کچھ اس میں قانونی چالاکی سے کام لیا گیا ہے، تا کہ عقیدہ کے غلط ہونے کی ان سے کوئی آیت و حدیث کا مطالبہ نہ کرے، اور یہ مسلمانوں کے ذمہ پڑے کہ وہ عقیدہ کو قرآن و حدیث سے ثابت کریں۔ اس طرح متعلم کی جان بچے اور مسلمان پر جس عقیدہ کو متعلم نے لازم ٹھہرایا ہے اس کا بارِ ثبوت بھی مسلمان ہی پر رہے۔

اگر کوئی مسلمان اصولِ مناظرہ پر اڑ جائے تو متعلم کا گریبان تھام کر مجبور کرسکتا ہے کہ تم نے خود کہا کہ یہ عقیدہ رکھنا پڑے گا۔ اور تم نے خود دعویٰ کیا کہ عقیدہ غلط ہے۔ لہٰذا تم کو ہی وہ آیت وحدیث دکھانی پڑے گی جس میں اس عقیدہ کو غلط کہا گیا ہو۔ اس کے بغیر تمہاری جان نہ بچے گی۔ مگر اس میں متعلم کی گھگھی بندھ جائے گی اور امید نہیں کہ مسئلہ اتنا روشن ہو سکے جتنا روشن ہونے کا حق رکھتا ہے۔

اسی لئے مسلمانوں کا دستور چلا آیا ہے کہ وہ اس قسم کے مسائل میں اُس فرقہ والے کو

تنگ نہیں کرتے اور کسی گلی میں بند کر کے چوٹ نہیں دیتے بلکہ کھینچ کر میدان میں کھڑا کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم اپنے دعویٰ کی آیت وحدیث میں خفیف سی بھی تائید نہ پاتے ہو، نہ پا سکتے ہو۔ ہاں سنو! کہ جس کو تم غلط کہتے ہو، وہی چیز قرآن میں بھی ہے اور حدیث میں بھی ہے اور فقہ حنفی میں بھی ہے۔ اس مسئلہ کے تمام پہلو سامنے لانے کیلئے ،لکھ دینا ضروری ہے کہ عرف عام میں اس مسئلہ کو' حاضر و ناظر' کا مسئلہ کہتے ہیں۔ اگر حضور کا' حاضر و ناظر' ہونا حق ہے،تو تشریف آوری اور روحِ پاک کی حاضری حق ہے اور اگر' حاضر و ناظر' ہونا غلط ہے،تو پھر تشریف آوری اور روح پاک کی حاضری کا عقیدہ ہی غلط ہے۔

اب یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ اس بارے میں معلم کا سارا فرقہ' حاضر و ناظر' کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے اور حضور کو حاضر و ناظر ماننا ان کے اصول سے شرک ہے۔ فریقین کے دعوؤں کے صاف ہو جانے کے بعد، اب پھر مسئلہ کی حقیقت پر نظر کی جائے اور دیکھا جائے کہ کیا واقعی حاضر و ناظر ہونا اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے یا حضور بھی حاضر و ناظر ہیں۔ اس سوال کے پہلے جزء کی تحقیق کی جائے تو قرآن کے تیس پارے اور حدیث کے لاکھوں ذخیرے میں اور قرنِ اول سے لیکر اس فرقہ کے جنم لینے تک کے علماء وفقہا کی بیشمار تصانیف وفتاویٰ میں اللہ تعالیٰ کا نام پاک نہ' حاضر' بتایا گیا ہے، نہ' ناظر' بتایا گیا ہے۔ اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ توفیقی ہیں۔ جب تک قرآن پاک اور حدیث شریف میں وارد نہ ہو اور علماء وفقہا کے تلقی بالقبول سے ثابت نہ ہو، کسی لفظ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک پر جائز نہیں۔ اس میں تو ہمارے علماء نے اتنی احتیاط فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو' علام' کہتے ہیں مگر' علامہ' نہیں کہتے۔ حالانکہ' علامہ' میں علم کا مبالغہ زیادہ ہے۔ قرآن شریف میں ہے۔۔۔۔ الرحمن علم القرآن ۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کو' معلم القرآن' کہنا جائز نہیں فرماتے۔ کیونکہ گو قرآن میں علم القرآن ہے مگر معلم القرآن تو نہیں ہے جو ہمارے زمانے میں ہر میاں جی کو کہتے ہیں۔

جب اسلام کا نظریہ اللہ تعالیٰ کے نام میں اس حد تک احتیاط کا ہے،تو حاضر و ناظر کا لفظ جب قرآن میں نہیں، حدیث میں نہیں، کلمات علماء وفقہا میں نہیں،تو اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کیوں کہا جائے۔ بلکہ یہ دونوں لفظ تو اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہیں۔ کیونکہ لفظ' حاضر و ناظر' تو اُس کو کہتے

ہیں جو غائب تھا، پھر حاضر ہوا۔ مدرسہ میں حاضری کا رجسٹر ہوتا ہے، مدرس ایک ایک لڑکے کو پکارتا ہے اور لڑکا جواب میں 'حاضر' کہتا ہے یعنی میں یہاں نہ تھا، اب حاضر ہوا ہوں۔ یہ بھی یاد رہے کہ 'حاضر نہ تھا' کا یہ مطلب نہیں کہ میرے ذہن سے مدرسہ کا تصور نکل گیا تھا، بلکہ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ میرا وجود جسمی غائب تھا اور اب حاضر ہے۔ تو حاضر کے معنی ہوئے کسی غائب کا حضور بہ جسدہ۔

اسی طرح لفظ 'ناظر'، 'نظر' سے بنا ہے اور 'نظر' کا ترجمہ ہے 'آنکھ'، جو بدن کا ایک حصہ ہے۔ تو 'ناظر' کے معنی ہوئے 'آلہ نظر سے دیکھنے والا'۔

ان دونوں لفظ کے معنی پکارتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو 'حاضر' کہنا کہ معاذ اللہ غائب تھا اور پھر حاضر ہوا۔ اور پھر معاذ اللہ اس کا جسم غائب تھا، اب حضور بہ جسدہ ہوا، کتنا عظیم جرم ہے۔ اسی طرح 'ناظر' کہنا کہ اس کے 'آنکھ' ہے، اسی سے دیکھنے کا کام لیتا ہے، معاذ اللہ کس قدر منافیٔ ایمان ہے۔ اسی لئے صاحب درمختار نے بعض فقہا کا فتویٰ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کفر ہے۔ یہ تو ہمارے فقہائے کرام کا کرم ہے کہ ان دونوں لفظوں کے بولے جانے کی ایک راہ یہ نکال دی کہ دونوں کے معانی حقیقی کا وہم بھی نہ کیا جائے۔ اور بطورِ مجاز 'حاضر' کے معنی 'حضور لعلمہ' اور 'ناظر' کے معنی 'بصیر' کے لئے جائیں اور 'حاضر و ناظر' کہہ کر، 'علیم و بصیر' کے معنی لئے جائیں تو کفر سے بچ جائیں گے۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس صورت سے کفر سے نجات تو ملی، مگر محض کفر سے بچ جانا بتاتا ہے کہ یہ دونوں لفظ اصل اسلام میں اللہ تعالیٰ پر بولے نہیں گئے۔

اس بحث کو سامنے رکھ کر غور کیجئے کہ جب اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنے ہی میں ایسی سخت بحث ہے، تو اس فرقہ کا کیا حشر ہوگا جس کا دعویٰ بھی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے۔ بلکہ جس کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی حاضر و ناظر ہے۔ یعنی بلا حصر جس لفظ کا بدل اطلاق قابلِ غور ہے، اُس کو حصر کے ساتھ کہنا کتنی بڑی جسارت ہے۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ 'حاضر' بہ معنی حقیقی یعنی 'حضور بہ جسدہ' اور 'ناظر' بہ معنی حقیقی یعنی 'نظر بعینہٖ' سے اللہ تعالیٰ تو پاک ہے اور یہ ہمارے حضور کیلئے نہیں بلکہ حضور ہی کیلئے شایان شان ہے۔ تو حضور بہ جسدہ و نظر بہ ناظرتہٖ کے معنی میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا غلط ہے اور حضور ہی کو حاضر و ناظر کہنا حق ہے۔ اسی حق کو فتویٰ نویس نے غلط بتایا ہے۔ یہ تو ایک فقہی بحث تھی۔ اب

یہ بھی دیکھئے کہ اس مسئلہ میں قرآن کریم کیا فرما رہا ہے۔

۔۔۔۔ارشاد ربانی ہے:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

﴿القرآن: سورۃ الاحزاب: ۴۵﴾

اے بلند رتبہ غیب کی خبر دینے والے،

بیشک ہم نے آپ کو بھیجا ہے حاضر مشاہدہ والا۔

۔۔۔۔لفظ 'شاہد' کے حقیقی معنی دو ہیں۔ اگر اس کا مصدر 'شہود' ہے، تو اس کے معنی ہیں 'حاضر'۔ اور اگر مصدر 'شہادت' ہے، تو اس کے معنی ہیں مشاہدہ کرنے والا یعنی 'ناظر'۔ یہ جو گواہ کو شاہد کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جس واقعہ کا وہ گواہ ہے اُس موقع پر وہ 'حاضر' بھی تھا اور واقع کا 'ناظر' بھی تھا۔ تو قرآن کریم صاف صاف رسول پاک کو حاضر و ناظر کہہ رہا ہے۔

۔۔۔۔حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بھی فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا

وَاِلٰی مَا هُوَ کَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ هٰذِهٖ

بیشک اللہ نے اٹھا کر رکھ دیا ساری دنیا کو میرے سامنے تو میں دیکھ رہا ہوں اسے۔

اور اس میں جو کچھ بھی ہونے والا ہے قیامت تک جیسے میں دیکھ رہا ہوں اپنی ہتھیلی کو۔

۔۔۔۔حدیث میں لفظ 'ناظر' ہی موجود ہے۔ یہ مضمون اس قدر صاف اور روشن ہے کہ اس بارے میں وہابیت سے پہلے ساری امت میں کوئی خلاف ہی نہ تھا۔ چنانچہ میں اپنے جی سے نہیں بلکہ اس معتمد و ناقابل انکار بزرگ ہستی کا بیان سامنے رکھے دیتا ہوں جو مرتبہ تحقیق میں محقق کامل اور افادۂ حدیث میں برکت الرسول تھے۔ اور جنھوں نے کسی فن میں کسی لفظ کے استعمال میں تفرد و خود رائی سے کام نہیں لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلم کو اپنی حفاظت میں ایسا لے لیا کہ اس کا کوئی نقطہ قابل انکار نہ ہوا۔ اور وہ شیخ محقق برکت الرسول فی بلاد الہند مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی حنفی قدس سرہ القوی کی ذاتِ مبارک ہے۔ وہ اس مسئلہ میں صاف فرماتے ہیں کہ:

'بعد چندیں اختلافات و کثرت مذاهب که در علمائے امت است

یك کس رادرایں مسئله خلاف نیست که آنحضرت

صلی اللّٰه تعالٰی علیه و اله وسلم بحقیقت حیات بے شائبه مجاز

تو هم تاویل دائم وباقی است و براعمال امت حاضر و ناظر'

۔۔۔۔یعنی۔۔۔۔

عقائد ومسائل میں علماء نے قدم قدم پر اپنی تحقیق کے نتیجہ میں باہم اختلافات کئے اور کتنے فرقے ہوگئے لیکن اختلافات کے ان ہجوم میں کس قدر حیرت کی بات ہے کہ عرب میں عجم میں کہیں کوئی ایسا شخص نہیں کہ جس کو آنحضرت ﷺ کے حاضرو ناظر ہونے سے اختلاف ہو۔

اب فتویٰ نویس کو سوچنا چاہئے کہ جس عقیدہ میں شیخ محقق کے عہد تک زمانہ پاک نبوی سے کسی کو اختلاف نہیں ہوا۔ اگر فتویٰ نویس اس اجماعی عقیدے پر حملہ کرینگے تو امت اسلامیہ سے ان کو اس بات کی امید رکھنے کا کیا حق ہے کہ وہ بھی قبول کرے۔ جب مسئلہ حاضر وناظر حق ہے، قرآنِ کریم سے ثابت ہے، حدیث شریف سے ثابت ہے، اور بلا اختلاف ساری امت اسلامیہ اس کو حق مانتی چلی آئی ہے، تو پھر میلاد شریف کی محفل میں تشریف آوری اور روحِ پاک کے حاضر ہونے میں کون سی تردُّد کی بات رہ گئی اور حق کے خلاف اگر متعلم کی جمیعۃ نے آواز اٹھائی تو گو ساری جمیعۃ اس کی عادی ہوچکی ہے۔ مگر مسلمان بھی تو خلاف حق والوں کی مخالفت کے عادی ہو چکے ہیں۔ اگر حق کی مخالفت ایٹم بم ہے، تو اس مخالفت کی مخالفت ہائیڈ روجن بم ہے۔ متعلم کی راہ کتنی خطرناک ہے، جس کو خودکشی کہتے ہیں۔

كَذَالِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ

بعونہ تعالیٰ آفتاب سے زیادہ روشن ہوگیا کہ سلام وقیام پر جس عقیدہ کا ہونا لازم ٹھہرایا گیا تھا، وہ عقیدہ حقہ ہے اور جس کو افترائے محض کہا گیا تھا، وہی قرآن وحدیث وفقہ میں موجود ہے۔ متعلم کا حق کے خلاف غیظ وغضب، الٹا چور کوتوال کو ڈانٹنے کی ایک تازہ مثال ہے۔ متعلم کے سارے فتویٰ میں صرف یہی ایک مقام ہے، جہاں ایک حدیث شریف بھی نقل کردی ہے اور شاید پوری حدیث یاد نہ تھی اور کتاب میں دیکھ کر نقل کرنے میں کس کس سے پوچھتے کہ کس کتاب میں ہے اور کتاب کے کس صفحہ میں ہے۔ لہٰذا ''الحدیث'' کہہ دیا کہ پوری حدیث یہ نہیں ہے۔ اگر مستفتی کو پوری حدیث دیکھنی ہو تو کسی پڑھے لکھے کی مدد سے کتاب سے نکال کر خود دیکھ لے۔

متعلم کو 'تقویۃ الایمان'، 'براہین قاطعہ'، 'حفظ الایمان'، 'تحذیر الناس' وغیرہ کتب، 'سرمایہ جمیعۃ' کے پڑھنے، یاد کرنے سے اتنی فرصت نہیں ہے کہ وہ حدیث کی کتاب کو ہاتھ میں

لیں۔لیکن اس کو خواہ خدا کی مار کہئے اور خواہ مخالفت حق کا وبال سمجھئے کہ حدیث جس قدر لکھی ہے ،اس میں بھی الفاظ چھوٹ گئے ۔اس کا احساس خود فتوی نولیس کو بھی ہوا۔اسی لئے نہ پوری حدیث لکھی اور نہ اس کتاب حدیث کا نام لیا جس سے حدیث نقل کی ہے۔کیونکہ اس طرح تو اس کتاب کو فتویٰ نولیس کے سامنے رکھ کر دکھا دیا جاتا کہ یہ دیکھئے حدیث یوں ہے اور آپ نے مقصد ہی کو گم کر دیا،تو آپ سے کس حفظ وحفاظت کی امید کی جاسکتی ہے۔اسی لئے بار بار جمعیۃ بھر کے لوگوں سے کہا گیا کہ زبان سے حدیث حدیث کہتے رہو۔مگر کبھی حدیث کے الفاظ زبان پر نہ لایا کرو،ورنہ سارا بھرم حدیث دانی کا کھل جائے گا۔

جس کو حدیث والے آقا سے والہانہ عقیدت کے بجائے معاندانہ ضد ہو،اگر حدیث حدیث کہتا ہے،تو اِس سے مراد حدیث رسول پاک نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو اس کو کہتا ہے جس کو قرآن کریم 'ھو الحدیث' فرماتا ہے۔اسی گپ شپ کو یہ لوگ حدیث حدیث کہا کرتے ہیں۔جس کو 'صاحب الحدیث' سے کوئی عقیدت نہیں تو اس کو حدیث شریف سے کیا سروکار ہے۔چنانچہ سارے فتویٰ میں ایک حدیث بھی لکھی تو اس میں بھی غلطیاں کیں اور اس چالا کی کی داد کیا دی جائے، کہ حدیث شریف کا ترجمہ بالکل نہیں کیا۔۔۔۔ چونکہ عام طور سے لوگ عربی زبان نہیں جانتے۔ متعلم نے پہلے بے لگام دعویٰ،روحِ پاک کی حاضری وتشریف آوری کے خلاف کرتے ہوئے، مسلمانوں کو آنکھ دکھلاتے ہوئے،اُن پر'افترائے محض' کا الزام رکھتے ہوئے، یکبارگی حدیث کی عبارت لکھ دی کہ لوگ سمجھیں حدیث شریف میں اُن کے دعویٰ کا ثبوت ہے۔اس میں کہا گیا ہے کہ حاضر وناظر کا مسئلہ غلط ہے۔تشریف آوری کو ناممکن بتایا گیا ہے۔حالانکہ حدیث شریف میں ان تمام دعوؤں کی تائید کا ایک نقطہ بھی نہیں ہے۔اس میں تو صرف یہ ہے کہ جو شخص رسول پاک کی حدیث اس کو بتائے جو واقعی حدیث نہ ہو تو اس کا مقعد یعنی ٹھکانہ جہنم میں ہے۔

قرآن وحدیث میں ہرگز ہرگز کوئی ایک لفظ بھی نہیں ہے کہ تشریف آوری اور روح پاک کی حاضری غلط ہے۔اب اگر قرآن وحدیث کا نام لے کر کوئی متعلم کی طرح کہے کہ یہ غلط ہے،یعنی قرآن وحدیث میں اس کو کہا گیا ہے تو وہ مفتری ہے، کذاب ہے،اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہے۔اس سے اندازہ ہوگیا کہ چونکہ حدیث کا مضمون خود متعلم کا رد بلیغ ہے،لہٰذا لکھنے کو تو حدیث

شریف لکھ دی، مگر ترجمہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔اس چالاکی کو بھی چار سو بیس کہا جاسکتا ہے۔
اس موقعہ پر متعلم کا یہ عقلی گدہ بھی نظر کرنے کے قابل ہے کہ۔۔۔۔کوئی دیکھتا نہیں پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔۔۔۔

یہ بولی جس بازار کی ہے وہاں کی بولیاں یہ ہیں۔مسٹر نیچری بولا کرتے ہیں کہ فرشتوں کو کوئی دیکھتا نہیں، پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ فرشتے ہیں۔دہریئے چلاتے رہتے ہیں کہ روح کو کوئی دیکھتا نہیں، پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ روح ہے۔بنی اسرائیل کے ملحدوں کی آواز تھی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہم دیکھتے ہی نہیں، پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہے۔مغرب زدوں کی پکار ہے کہ جنت وجہنم کوئی دیکھتا نہیں، پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ جنت وجہنم ہے۔یہ اندھوں کا بازار کہلاتا ہے۔اور اس کی آبادی کا بنیادی عقیدہ ہے کہ غائب پر کبھی ایمان نہ لایا جائے اور صرف شہادت کو تسلیم کیا جائے۔

چنانچہ اس بازار کی بولی بھی ہے کہ۔۔۔۔کوئی دیکھتا نہیں پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔۔۔۔مگر ان کو یہ تو سوچنا تھا کہ یہ بولی نابینا بازار سے باہر بولنے کی نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمان تو یومنون بالغیب کی شان رکھتے ہیں۔وہ اَن دیکھی چیز کو ایسا مانتے ہیں کہ آنکھ دیکھی چیز پر انکو اس قدر یقین نہیں ہے جس قدر اَن دیکھی پر ہے۔کیونکہ ہم جس چیز کو خود دیکھتے ہیں اس میں آخری احتمال یہ باقی رہتا ہے کہ ہماری آنکھ نے خطا کی ہو۔لیکن جس چیز کو بے دیکھے مانتے ہیں، اُس پر تو یہ اطمینان ہے کہ اس کا اللہ تعالیٰ خود بصیر ہے، رسولِ پاک کی ان معصوم آنکھوں نے دیکھا ہے جنھوں نے خالق کے دیکھنے میں بھی خطا نہ کی۔تو پھر مخلوق کے دیکھنے میں کیا خطا کا امکان ہے۔ان اولیاء، عرفا، اربابِ کشف وشہود کا مشاہدہ ہے جن کی چشم بینا پر ساری امت کا اعتمادِ کامل ہے۔

انہی اوراق میں ذکر آچکا ہے کہ اوروں کا کیا ذکر، ساری الجمعیۃ جس سے انکار نہ کر سکے یعنی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب نے خاص میلاد شریف میں تشریف آوری کو دیکھا ہے۔تو فتویٰ نویس کی ٹولی نے اگر نہیں دیکھا تو نابینائی کا علاج کریں اور

اگر اپنے نا دیکھنے کو دلیل جانتے ہیں تو بصارت کے ساتھ بصیرت بھی غائب ہے۔ دونوں کی خبر لیں۔ اِس انداز بیان سے متعلم نے اپنی جمعیۃ کی طرف سے اعلان کردیا کہ بے دیکھی چیز یعنی غیب پر اس ٹولی کا ایمان ہی نہیں ہے۔ کیونکہ کسی چیز کا معلوم ہونا صرف اسی پر موقوف ہے کہ 'کوئی دیکھے' اور جب 'کوئی دیکھتا نہیں پھر کہاں سے معلوم ہوا' کہ غیب کا وجود ہے ۔

حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم

قول متعلم:

جس طرح کسی نا کہے ہوئے قول کو آپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے اسی طرح نا کیا ہوا فعل آپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے۔

تنبیہ:

کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس عبارت کی محض اردو ہی بگڑی ہوئی ہے۔ بلکہ اردو سے زیادہ اس عبارت کا مفہوم بھی بگڑا ہوا ہے۔ اس عبارت کے دو جزء ہیں۔ پہلا یہ کہ جس بات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں فرمایا، اُس کو کہنا کہ 'حضور نے فرمایا ہے'، جس کو 'حدیث موضوع' کہتے ہیں، جس کو 'واضع حدیث' اپنے دل سے گڑھتا ہے اور بیا کی سے کہہ دیتا ہے کہ 'یہ حضور کا ارشاد ہے'۔ یہ بڑا شدید جرم ہے اور حرام ہے۔ اسی قبیل سے ہے 'براہین قاطعہ' والوں کا یہ من گڑھت بیان، کہ ایک شخص مجہول کو صالح کی سند دیکر اس کی روایت سے لکھ دیا کہ 'حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اردو، مدرسہ دیوبند کے مولویوں سے آ گئی ہے'۔ اوّل تو دیوبند کو اردو سے کیا واسطہ۔ وہاں کی اردو شکنی زبان زبان پر ہے۔ رات دن تشدید کے آرے چلا کرتے ہیں اور پھر رسول پاک کے استاد بننے کی بدتمیزی، پھر حرمین شریفین کی شان دبانے کیلئے یہ گڑھنت ۔۔۔۔ غرض ۔۔۔۔ ایک عیب ہو تو کہا جائے۔ مگر یہ جسارت کہ اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد بتایا۔ صاف ظاہر ہے کہ مجرمانہ حرکت ہے۔ یعنی متعلم نے جو پہلا جز لکھا ہے وہ خود بدولت کے بزرگوں کے خلاف ہے۔ اب

رہا دوسرا جزو۔ تو ہر اردو بولنے اور سمجھنے والا اس کو پڑھ کر یہی سمجھے گا کہ جو کام حضور نے نہیں کیا اس کو یہ کہنا کہ یہ سنت رسول ہے، حرام ہے۔

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس فتویٰ میں اس بات کے تذکرہ کا کیا موقع ہے۔ کیا کسی ایک مسلمان نے بھی کہا ہے کہ میلاد شریف، جس طرح ہم کرتے ہیں یہ سنت رسولِ پاک ہے۔ حد ہو گئی کہ مولانا عبدالحئ صاحب لکھنوی نے اس محفل کو واجب کا ایک فرد بتایا اور مولانا عین القضاۃ صاحب لکھنوی نے اس بارے میں اپنے استاد کی مزید تائید کر کے اس محفل کو واجبات سے بتایا اور جمہور علمائے عرب وعجم نے اس کو مستحسن فرمایا اور کارِ ثواب قرار دیا مگر کسی ایک نے بھی اس کو سنت رسول نہیں کہا۔ تعلیم صرف ونحو، قرآن پر اعراب، اور بیشمار امور ہیں جن کو علماء نے واجب تک قرار دیا مگر کسی نے سنت رسول نہیں فرمایا۔ عمارت مسجد کو بلند بنانے کا فتویٰ موجود ہے لیکن اس کو سنت رسول نہیں کہا گیا۔ تو پھر متعلم کو بتانا چاہئے تھا کہ کس نے نا کیا ہوا فعل آپ کی طرف منسوب کر کے حرام کیا، جو اس بات کے کہنے کی ضرورت ان کو ہوئی۔

اب کہئے تو بتا دیا جائے کہ انھیں کس قسم کا فریب دینا تھا۔ بات یہ ہے کہ اب جمعیۃ کے سارے عوام وخواص جاہلوں سے یوں کہا کرتے ہیں کہ اپنا میلاد شریف رسول پاک نے نہیں کیا۔ اپنا فاتحہ رسول پاک نے نہیں کیا۔ محرم میں مجلس، ذکر شہادت رسولِ پاک نے نہیں کیا۔ غوث پاک کی گیارہویں رسولِ پاک نے نہیں کی۔ اور جس کام کو رسول پاک نے نہیں کیا ہم کو ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ اسی جمعیۃ کے عامیانہ پروپگنڈہ کی تائید کیلئے یہ جملہ، متعلم نے لکھا کہ مسلمان ضرور اس کو سنت کہتے ہیں، جب تو متعلم نے خاص طور پر یہ جملہ لکھا ہے۔ لیکن اس چالاکی کو۔۔۔۔ چار سو بیس کے سوا کوئی کیا کہہ سکتا ہے۔ مزہ یہ ہے کہ اگر فتویٰ نویس کی جمعیۃ بھر سے کہا جاتا کہ صرف ونحو کی تعلیم کو رسول پاک نے نہیں کیا، بلکہ کسی مخلوق سے کوئی علم نہیں پڑھا اور ان کی اسٹائل کا کوئی دارالعلوم نہیں بنایا، اور بلند گنبد ومنارہ کی مسجد نہیں بنوائی، قرآن کریم پر نہ اعراب لگایا، نہ کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرایا، تو سب سے توبہ کرو۔

اس وقت جمعیۃ کی نمائندگی کرنے والے کی کھمبا نوچنی والی اداکاری قابل دید ہو جاتی ہے اور گیارہویں شریف کو کہنا کہ رسول پاک نے نہیں کیا، بالکل اسی قسم کی بولی ہو کہ جنگ بدر کے

نہیں ہیں۔ انھوں نے صرف نقل کردیا ہے اور نقل قرآن شریف سے نہیں کیا، حدیث کی کتابوں سے نہیں کیا، فقہ کی کتابوں سے نہیں کیا، گزشتہ تیرہ صدی کے اندر کے کسی مصنف کی تصنیف سے نہیں کیا، کیونکہ قرآن وحدیث وفقہ میں تو اس ساری تحریر کے ایک حرف کی تائید بھی نہیں ہے۔ بلکہ نقل بھی کیا تو چودھویں صدی کی ایک کتاب سے، جن کو عرب وعجم میں علامات قیامت قرار دیا گیا ہے۔ ان کی کتاب کا نام ہے، 'فتاوئ امدادیہ'، اس نام میں بھی فریب کاری ہے کہ عوام سمجھ لیں کہ شاید حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے فتاوے ہیں۔ حالانکہ یہ اس نے لکھا ہے جو حضرت حاجی صاحب کے پیر شریعت ہونے کا علی الاعلان انکار کر چکا، جو کانپور میں جب تک رہے برابر میلاد شریف پڑھتے رہے، سلام وقیام کرتے رہے اور جب کانپور سے نکلے یا نکالے گئے تو سارا غصہ کانپور والوں کی محفل میلاد شریف پر اتارا۔ لیکن یہ تو بڑی فریب کاری ہے کہ کانپور کے مسلمانوں کے خلاف وہ کتاب استعمال کی جائے، جو ان کی دینداری کی دشمنی میں مرتب ہوئی ہے۔ کیا روز روشن سے زیادہ یہ بات روشن نہیں ہوئی کہ متعلم کا استدلال اپنے گروگھنٹال کے مقال سے اس ناداری وبے مائگی کی نشانی ہے جو قرآن وحدیث وفقہ میں اپنی تائید نہ پانے کی کھلی دلیل ہے۔

قول متعلم:

ونظير ذلك فعل كثير ذكر مولده صلى الله عليه وسلم و
وضع امة له من القيام وهو الينا بدعة لم يرد فيه شيء على
ان الناس انما يفعلون ذالك تعظيماله صلى الله عليه وسلّم۔
فالعوام معذ ورون لذالك بخلاف الخواص۔ (فتاوئ حدیثہ، صفحہ ۶۰)

تنبیہ:

سارے فتوے میں یہ پہلی عربی عبارت ہے، جس کو متعلم نے براہِ راست ایسی کتاب کی طرف منسوب کیا ہے جو ان کے گھر والوں کی کتاب نہیں ہے۔ گو ہمیں صاف صاف محسوس ہو رہا ہے کہ کسی گھر والے کی کتاب ہی سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے۔ کیونکہ جمیعۃ بھر میں شاید ہی کوئی بچا ہو جس نے اس موقعہ پر اس عبارت کو نہ لکھا ہو۔ مولوی تھانوی صاحب کے فتاوے میں بھی یہ

عبارت موجود ہے۔لیکن ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ جب فتویٰ نویس کو ایسی عبارت مل گئی، جس میں ان کے فتوے کے حرف حرف کی تائید ہے تو آخر اس کی ہمت کیوں نہ کی کہ اس کا ترجمہ بھی کر دیتے اور دکھادیتے کہ ان کے سوا ان کے گھر کے باہر والوں میں سے ایک ہی عدد آواز سہی، مگر ہے تو، کہ محفل میلاد شرعاً درست نہیں، بلکہ خلاف شریعت و بدعت ہے۔اس کو ترک کرنا ضروری ہے۔کھڑے ہوکر سلام پڑھنا بالکل ناجائز ہے۔جولوگ اہتمام سے کھڑے ہوکر سلام پیش کرتے تھے،غلط کرتے تھے۔یہ طریقہ صحیح نہیں ہے۔جوکھڑے ہوکر سلام پیش کرتے ہیں،ان کا عقیدہ ہی غلط ہے۔وہ یا تو 'ترجیح بلامرجح' کے مجرم ہیں یا رسولِ پاک کیلئے وہ چیز مانتے ہیں جو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔

اگر عبارت منقولہ میں یہی سب کچھ ہے،تو متعلم کو ترجمہ کرنے سے کون روک سکتا تھا، جبکہ کانپور کے اردو دانوں ہی کو انھیں اپنا فتویٰ پلانا تھا۔اور اگر عبارت میں ان کی تائید نہیں ہے، اور ہرگز نہیں ہے،تو کیا متعلم کو اس کا بھی ڈر لگا کہ کانپور میں علماء بھی رہتے ہیں۔اگر مستفتی نے ان سے جا کر ترجمہ کرایا اور اس میں متعلم والے شرک و بدعت کے الزام کو نہ پایا تو سارے فتویٰ کو تھوک کر چاک کر دے گا۔اس موقع پر اگر تصحیح نقل کا مطالبہ کیا جائے تو امید نہیں کہ متعلم صاحب منھ بھی دکھا سکیں گے۔وہ ایسی جمعیۃ کے نمائندہ ہیں جس کا یہ شاہکار ہو چکا ہے کہ خود ایک فتویٰ۔۔۔۔ خلافِ حق مرتب کیا۔اور ایک سنی عالم کی طرف منسوب کر دیا۔اسی عالم دین کی طرف ایک کتاب منسوب کردی۔جس میں وہ فتویٰ بتایا،صفحہ سطر سب لکھا۔حد ہوگئی کہ مطبع بھی گڑھ لیا،کہ فلاں پریس میں کتاب چھپی ہے۔حالانکہ دنیا جہان میں نہ اس نام کا کوئی مطبع ہے،نہ اس نام کی کوئی کتاب اور جرم کو پکارا جمعیت کی اس غلطی نے کہ جو مہر بنائی اور اس میں جو سنہ لکھا وہ اس عالم دین کے چار سال وفات فرما جانے کے بعد کی مہر نکلی۔ایسی بیباک جمعیت کے نمائندے سے تصحیح نقل کا مطالبہ کس قدر اشد ضروری ہے مگر ہمیں تنگ کرنا منظور نہیں ہے۔

عبارت کی ساری تحریف وتبدیل سے قطع نظر کر کے بھی اس کاٹی چھانٹی ہوئی عبارت میں متعلم کیلئے کچھ بھی نہیں ہے۔اس عبارت میں تو یہ ہے کہ امت اسلامیہ کی اکثریت محفل میلاد شریف کرتی ہے، وقت ذکر ولادت باسعادت سب لوگ کھڑے ہوجاتے ہیں۔یہ طریقہ عہد پاک نبوی ﷺ سے نہیں چلا آرہا ہے۔لیکن صدیوں سے اب سبیل المومنین ہوگیا ہے۔جولوگ یہ

اس میں خرابی کیا ہے؟ متعلم کہتے ہیں کہ توبہ کرو توبہ۔ ارے یہ بڑے غضب کی بات ہوگی کہ 'کہیں جائیں کہیں نہ جائیں' ۔ اس جرم کو تعزیراتِ اسلام میں ترجیح بلا مرجح کہتے ہیں۔ یہی تو بدعت و شرک ہے۔ اے سبحان اللہ! کیا زور ہے۔ کیسا برہانِ قطعی ہے۔ اب اگر کوئی کہیں جائے اور کہیں نہ جائے، وہ بڑا مجرم ہے اور جو کہہ دے کہ فلاں کہیں جاتا ہے، کہیں نہیں جاتا وہ تو قابل گردن زونی ہے۔

اب یہ نہ کہو کہ آفتاب ایک وقت میں کہیں نکلتا ہے کہیں نہیں نکلتا۔ بارش کہیں ہوتی ہے کہیں نہیں ہوتی۔ اللہ کا عذاب کہیں اُترا کہیں نہیں اُترا۔ انبیاء علیہم السلام کسی ملک میں آئے اور کسی سرزمین میں نہیں آئے ۔ قرآن کی آیات کا نزول حجاز مقدس میں ہوا اور کہیں نہیں ہوا۔ دیو بندی عقیدہ کے لوگ کہیں ہیں اور کہیں نہیں ہیں۔۔۔۔ غرض۔۔۔۔ کسی کو کہا کہ کہیں ہے اور کہیں نہیں ہے تو متعلم صاحب لٹھ لے کے دوڑینگے کہ مجرمانِ ترجیح بلا مرجح تم لوگ ہماری شریعت کے مجرم ہو۔ اب ہم تم کو اور تمہارے اس جواب کو برداشت نہیں کر سکتے۔

یہ ہے دیوبندی سانچے کی دلیل کہ جس کو بار بار سوچئے اور جی بھر کر ہنسا کیجئے۔ انہیں یہ بھی نظر نہیں آتا کہ اگر وہ مسلمانوں، اپنے عاشقوں، اپنے غلاموں، اپنے اوپر آسرار کھنے والوں کے یہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ اور گندوں، دین کے دشمنوں، عظمت رسول سے جلنے والوں اور مساواتِ برادری کا خواب دیکھنے والوں اور شفاعت رسولِ پاک کے خلاف بحث نکالنے والوں کو، اپنے قدم ناز سے مشرف نہیں فرماتے، تو اس میں مسلمانوں کا اسلام، ان کا عشق، ان کی غلامی، ان کی امیدواری، تو بہت روشن مرجح موجود ہے۔ اس کو ترجیح بلا مرجح کون کہہ سکتا ہے۔

ترجیح بلا مرجح کی اگر ناپاک مثال ہو سکتی ہے تو یہ کہ شیطان کیلئے علم غیب ماننے کو، توحید اور رسولِ پاک کے مطلع علی الغیب ہونے کو شرک کہا جائے۔ ہر زید، عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو غیب داں مانا جائے۔ اور جب رسولِ پاک کے علم غیب عطائی کو کہا جائے تو 'کل' اور 'بعض' پر بھی چوٹ لگائی جائے۔ یہ تو ہے دیوبندی ساخت کی کفری ترجیح بلا مرجح اور اسی قبیل سے ہے میلاد شریف کی مخالفت۔ اور جینتی کی عقید تمندانہ شرکت، عرس پر غصہ، اور مرتی میں صف اول کا حصہ، خاک شفا سے انکار اور راکھی پر جان و ایمان نثار۔ اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے ملانے والا اجتماع، حرام و بدعت اور کونسل پہنچانے والا ہر مجمع توحید و سنت۔ یہ بہت بیجا بات ہے کہ اگر متعلم کی ساری جمعیۃ کو ایک سیکنڈ کیلئے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تشریف آوری کیلئے کوئی وجہ ترجیح میسر نہ ہو وہ مسلمانوں میں بھی کوئی وجہ ترجیح تسلیم نہ کریں۔ کاش انھیں خبر ہوتی کہ اسلام وہ وجہ ترجیح ہے جو اس قدم پاک کی رحمتوں سے دنیا میں بھی مالا مال کرتا ہے، اور قبر میں بھی، اور حشر میں بھی، حسن مال عطا فرماتا ہے۔

فَاٰمِنُوْ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ ج

وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ ط وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً ط

ومَا علینا الا البلاغ۔

قول متعلم:

اگر سب کی جگہ جائیں تو وجود واحد ہے، ہزاروں جگہ کس طرح جاسکتے ہیں۔

یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔

تنبیہ:

یہ متعلم کے سکھائے ہوئے جواب کی دوسری شق کا جواب الجواب، یعنی اے مستفتی تمہیں اس بات کے کہنے کی اجازت ہے کہ سب جگہ تشریف لے جاتے ہیں۔ مگر سنو کہ ادھر تمہارے منھ سے یہ جواب نکلا اور ہم نے تم پر چارشیٹ لگائی کہ وجود واحد ہے۔ ہزاروں جگہ کس طرح جاسکتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ دیوبند میں سورج نکلا تو وہ یہ ہرگز نہ کہے کہ دہلی، سہارنپور، تھانہ بھون، نانوتہ، انبیٹھ وغیرہ ہر جگہ سورج نکلا ہے۔ کیونکہ وجود واحد ہے۔ ہزاروں جگہ کس طرح نکل سکتا ہے۔ کوئی بولا اور تیرہ چودہ کی درمیانی شب کو ۱۲ بجے رات کو بولا، کہ وہ چاند نکلا ہے۔ تو بس جہاں کہا ہے وہیں تک ہے۔ اور اگر دوسرے شہروں و قصبوں و گاؤں کا نام لیا کہ ہر جگہ نکلا ہے تو فتویٰ نویس دھمکائیں گے ۔۔۔۔ خاموش! توبہ کرو۔۔۔۔ چاند وجودِ واحد ہے، متعدد جگہ کس طرح نکل سکتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ متعلم کی جمعیۃ بھرنے یہ طے کرلیا ہے کہ مسائل دین میں جب

بولیں گے تو بالکل غیر ذمہ دارانہ بڑبڑائیں گے اور اس کا بھی خیال نہ کریں گے کہ آخر سننے والے ایسی باتوں پر کب تک ہنستے رہیں۔ اب متعلم کی اصلی آواز پر کان لگایئے جس پر دیوبندیت کی ساری تعمیر ہے کہ اگر وجودِ واحد کا ہزاروں جگہ جانا تسلیم کرلیا جائے تو آخر گناہ کیا ہوا۔ اس کا جواب وہ دیتے ہیں کہ یہ خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔ گو اس جملہ میں کلمہ حصر نہیں ہے مگر چونکہ غیر خدا سے سلب کلی کرتے ہوئے یہ فقرہ لکھا ہے تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ ہزاروں جگہ جاسکنا خدائے تعالیٰ ہی کی شان ہے۔ اللہ اللہ! یا اعجاز مقام مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا۔ بیشمار دیکھنے میں آیا کہ جس نے اس رفعت شان پر معاندانہ نظر ڈالی اس کی آنکھ ایسی پھوٹی کہ بارگاہ کبریا پر حملہ آور ہوگیا۔

بھلا کسی مسلمان سے پوچھو کہ آسمان کے پھٹ پڑنے اور زمین کے شق ہوجانے کی بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے لفظ ' ہزاروں جگہ' اور ' پھر آنا جانا' ہی نہیں بلکہ ' جاسکنا' یعنی ہوسکتا ہے کہ جائے۔ یہ وہ بولی ہے کہ جس کو سن کر مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اسلامی نظریہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جگہ سے پاک ہے، چلنا، پھرنا، آنا جانا، اس کی شان کے شایان نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ کا خالق ہے۔ جب کوئی جگہ نہ تھی جب بھی اللہ تعالیٰ تھا۔ چلنا، پھرنا، آنا جانا، جسم و جسمانیات کی صفتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسم جسمانیات سے وراء الورای ہے۔ ظاہر ہے کہ جو آنحضرت ﷺ کیلئے کہتا ہے کہ میلاد شریف کہیں ہو وہ ہر جگہ تشریف لے جاتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے سے اس جگہ پر نہ تھے۔ میلاد شریف ہونے کی وجہ سے وہاں تشریف لے گئے اور یہ تشریف لے جانا اپنے جسم منور کے ساتھ ہوتا ہے اور پھر میلاد شریف کی محفل ہوجانے پر واپس تشریف لے جاتے ہیں۔ اس پر متعلم اگر کہتے کہ شے واحد کیلئے احیاز متعددہ یونانیوں نے محال بتایا ہے۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ فتویٰ نویس کے دماغ پر ملاحدہ وفلاسفہ چھا گئے ہیں اور یہ ملحدانہ تفلسف کا نتیجہ ہے کہ اسلامی مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا۔ مگر وہ تو اور آگے بڑھ گئے کہ جس کی جرأت کسی ملحد میں بھی پیدا نہ ہوسکی اور یہ کہہ دیا کہ ٹھیک اسی طرح ہزاروں جگہ نہیں ہونا اور پھر وہاں چلا جانا اور اور پھر واپس آجانا اور یہ آمد و رفت جسم کے ساتھ ہونا، یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔

۔۔۔۔تَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا یَقُوْلُ الظّٰالِمُوْنَ علواً کَبِیْراً۔

۔۔۔۔اس بکواس کا صحیح جواب تو صرف اتنا ہے کہ

تیر بر جاہ انبیاء انداز طعن در حضرت الٰہی کن
بے ادب باش ہر چہ خواہی گو بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

الالعنۃ اللہ علی من یوذی اللہ ورسولہ من کلماتہ الالعنۃ اللہ علی من ماقدر اللہ حق قدرہ وعظمتہ
ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

۔۔۔۔یہ گفتگو تو اُس کی تھی کہ متعلم نے اللہ تعالیٰ کی وہ شان بتائی جس سے اس کی بلند و بالا درگاہ بہت بالا ہے۔ وہ ہر جگہ کا علیم و بصیر ہے۔ ازل الآزال سے ابدالآباد تک، سب اس کے احاطے میں ہے۔۔۔۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔

اے برتر از قیاس خیال وگمان ووہم
وز ہر چہ گفتہ ایم اند شنیدیم وخواندہ ایم

اب دیکھئے کہ میلاد شریف والے آقا کی مار اس کو کہتے ہیں کہ متعلم نے ایک محفل میلاد شریف کی ضد میں کس کس اسلامی عقیدہ سے کھلا ہوا انکار کر دیا ہے۔ اسلامی عقیدہ ہے کہ حضرت عزرائیل ایک فرشتہ ہیں اور ان کو ملک الموت بھی کہا جاتا ہے اور ان کے ذمہ قبض ارواح کی خدمت ہے۔ مشرق میں، مغرب میں، جنوب میں، شمال میں، جس کو موت کا وقت آ جاتا ہے، تو گو مرنے والے ایک وقت میں لاکھوں جگہ پر ہوں اور گو مرنے والوں میں باہم کروروں میل کی مسافت ہو، حضرت عزرائیل ایک آن واحد میں ہر جگہ پہنچتے اور سب کی روح قبض کرتے ہیں۔

اس عقیدہ کے خلاف متعلم کی عبارت یہ ہے کہ حضرت عزرائیل کا وجود واحد ہے، ہزاروں جگہ کس طرح جا سکتے ہیں۔ یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔ اب دوسرا اسلامی عقیدہ سنئے کہ قبر میں جب میت دفن ہو جاتی ہے تو دو فرشتے ہیں، ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے۔ اور ان کو نکیرین بھی کہتے ہیں۔ وہ دونوں میت کے دفن ہو جانے اور لوگوں کے رخصت ہو جانے کے بعد قبر میں آتے ہیں۔ اور مردے سے تین سوال کرتے ہیں۔ گو مرنے والے ایک وقت میں ہزاروں جگہ ہوں اور گو ہر ایک کی قبر میں لاکھوں میل کا فاصلہ ہو، وہ ہر جگہ آن واحد میں پہنچتے اور سوالات کرتے ہیں۔ اس عقیدہ کے خلاف متعلم کی بولی یہ ہے کہ نکیرین میں سے ہر ایک کا وجود تو

واحد ہے، ہزاروں جگہ کس طرح جاسکتے ہیں۔ یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔

اب تیسرا اسلامی عقیدہ سنئے کہ نکیرین کے سوالات میں سے ایک آخری سوال یہ ہوتا ہے کہ۔۔۔۔مَا تَقُوْلُ فِیْ هٰذِهِ الرَّجُل۔۔۔۔تم اس مردِ کامل شخص متعارف ومعروف اور نبی مشاہد ومعلوم کے بارے میں کیا کہتے ہو۔اس وقت ہر ہر قبر میں، ہر مرنے والا، آنکھوں سے اپنے سامنے رسولِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار کرتا ہے، گو وہ لاکھوں ہوں اور گو ان کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ ہو۔ متعلم کو اس سے انکار اس دلیل سے ہے کہ رسولِ پاک کا وجود تو واحد ہے، ہزاروں جگہ کس طرح جاسکتے ہیں۔ یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔اب چوتھا اسلامی عقیدہ سنئے جو ایک مردود کے بارے میں ہے۔مگر اکابر دیوبند کا ممدوح ومحمود ہے۔یعنی شیطان! کہ وہ آنِ واحد میں مشرق ومغرب، جنوب وشمال پہنچتا اور آنِ واحد میں ہزاروں، لاکھوں، کروروں کو گناہ میں مبتلا کرتا رہتا ہے اور لوگوں کے خون میں اتر جاتا ہے۔گو یہ لوگ ایک دوسرے سے ہزاروں میل دور ہوں۔ یہ سرکش آزاد ہو یا دیوبند ہو۔ ہر حال میں وہ یہ شرارت کرتا ہی رہتا ہے۔ اُس کے خلاف متعلم کا کہنا یہ ہے کہ شیطان کا وجود واحد ہے، ہزاروں جگہ کس طرح جاسکتا ہے۔ یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔

یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر دیوبندیت میں کھلبلی مچ جاتی ہے اور شیطان اور دیو کی مخالفت سے دامن بچانے کو انھیں کہنا پڑتا ہے کہ ہم وجود واحد کے ہزاروں جگہ جاسکنے کا انکار اور اس کو صرف اللہ تعالیٰ کی شان، اس وقت مانتے ہیں جب رسول پاک کے بارے میں کہا جائے کہ باوجود 'وجودِ واحد' ہونے کے ہزاروں جگہ تشریف لے جاتے ہیں۔لیکن اگر ملک الموت کے متعلق کہا جائے کہ باوجود 'وجودِ واحد' ہونے کے ہزاروں جگہ جاتے ہیں۔ یا نکیرین کو کہا جائے کہ باوجود ہر ایک کے 'وجودِ واحد' ہونے کے ہزاروں جگہ جاتے ہیں یا ہمارے ممدوح وشریک نام وکام، دیو یعنی شیطان کو کہا جائے کہ باوجود 'وجودِ واحد' ہونے کے ہزاروں جگہ جا کر اپنا رنگ دکھاتا ہے، تو ہم اس کے خلاف ایسی بولی کو کہ 'وجودِ واحد' ہزاروں جگہ کیسے جاسکتا ہے۔ یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے، جنونِ محض اور کفر خالص اور سڑی پن جانتے ہیں۔

ہم نے کسی فرشتہ یا شیطان کے خلاف کبھی کچھ نہیں کہا اور نا ہی اُن پر کسی قسم کا غصہ ہے

اور نا ان کی شان کے خلاف ہماری صف آرائی ہے۔ ہمارے دینی حملے کا نشانہ ہمیشہ عظمت ایوان رسول پاک رہا ہے۔ دیو بندیت اسی کے مرادف ہے۔ شیطان کی بحث میں 'وجودِ واحد' کے ہزاروں جگہ جاسکنے سے خدائے تعالیٰ کی شان نہ رہ جائے، تو ہمیں منظور ہے۔ یا شیطان میں خاصہء باری تعالیٰ پالیا جائے تو بھی ہم خوش ہیں۔ لیکن اس کو کیسے برداشت کیا جاسکتا ہے کہ ہم جس رسول کی ضد پر حلف وفاداری اٹھا چکے ہیں، ان کیلئے کہا جائے کہ باجود 'وجودِ واحد' ہونے کے ہزاروں جگہ تشریف لے جاتے ہیں اور ہم سن کر چپ رہیں۔ یہاں ہم ضرور کہیں گے کہ یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔ متعلم صاحب نوٹ کرلیں کہ ان کے اس کردار و گفتار کا صحیح جواب مسلمانوں کے پاس یہ ہے کہ:

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَعْدَآءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔
کَذٰلِکَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ اَکْبَرُ لَوْکَانُوْا یَعْلَمُوْنَ
وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

کھل گیا سب پہ ترا بھید غضب تو نے کیا
کیوں تیرے منھ کا کھلا چھید غضب تو نے کیا

مسلمانوں کا تو اپنے رسول پاک کے بارے میں یہ بھی عقیدہ ہے کہ خواب میں جو زیارت سے مشرف ہوتا ہے، وہ واقعی رسول پاک کے دیداری سے مشرف ہوتا ہے۔ شیطان کی سکت سے باہر ہے کہ وہ حضور کی مثال بن سکے۔ اور ایک وقت میں ہزاروں زیارت سے مشرف ہوتے رہتے ہیں۔ اور حضور ہی ہر جگہ ہوتے ہیں۔

ولو کرہ الدیوبندیون و کرہ الکافرون ولو کرہ الظّالمون۔

قول متعلم:

الخ۔۔۔۔فتاویٰ امدادیہ۔ (صفحہ ۵۶، جلد ۴)

تنبیہ:

اے سبحان اللہ! فتویٰ نویس کا یہ زور بیان اور ساری دلیل و برہان کے الفاظ تک ان کے

نہیں ہیں۔ انھوں نے صرف نقل کر دیا ہے اور نقل قرآن شریف سے نہیں کیا، حدیث کی کتابوں سے نہیں کیا، فقہ کی کتابوں سے نہیں کیا، گزشتہ تیرہ صدی کے اندر کے کسی مصنف کی تصنیف سے نہیں کیا، کیونکہ قرآن وحدیث وفقہ میں تو اس ساری تحریر کے ایک حرف کی تائید بھی نہیں ہے۔ بلکہ نقل بھی کیا تو چودہویں صدی کی ایک کتاب سے، جن کو عرب وعجم میں علامات قیامت قرار دیا گیا ہے۔ ان کی کتاب کا نام ہے، 'فتاویٰ امدادیہ'، اس نام میں بھی فریب کاری ہے کہ عوام سمجھ لیں کہ شاید حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی کے فتاوے ہیں۔ حالانکہ یہ اس نے لکھا ہے جو حضرت حاجی صاحب کے پیر شریعت ہونے کا علی الاعلان انکار کر چکا، جو کانپور میں جب تک رہے برابر میلاد شریف پڑھتے رہے، سلام وقیام کرتے رہے اور جب کانپور سے نکلے یا نکالے گئے تو سارا غصہ کانپور والوں کی محفل میلاد شریف پر اتارا۔ لیکن یہ تو بڑی فریب کاری ہے کہ کانپور کے مسلمانوں کے خلاف وہ کتاب استعمال کی جائے، جو ان کی دینداری کی دشمنی میں مرتب ہوئی ہے۔ کیا روز روشن سے زیادہ یہ بات روشن نہیں ہوئی کہ متعلم کا استدلال اپنے گرو گھنٹال کے مقال سے اس ناداری وبے مائگی کی نشانی ہے جو قرآن وحدیث وفقہ میں اپنی تائید نہ پانے کی کھلی دلیل ہے۔

قول متعلم:

ونظير ذلك فعل كثير ذكر مولده صلى الله عليه وسلم و
وضع امة له من القيام وهو الينا بدعة لم يرد فيه شيء على
ان الناس انما يفعلون ذالك تعظيماله صلى الله عليه وسلم۔
فالعوام معذ ورون لذالك بخلاف الخواص۔ (فتاویٰ حدیثیہ، صفحہ ۶۰)

تنبیہ:

سارے فتوے میں یہ پہلی عربی عبارت ہے، جس کو متعلم نے براہِ راست ایسی کتاب کی طرف منسوب کیا ہے جو ان کے گھر والوں کی کتاب نہیں ہے۔ گو ہمیں صاف صاف محسوس ہو رہا ہے کہ کسی گھر والے کی کتاب ہی سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے۔ کیونکہ جمعیۃ بھر میں شاید ہی کوئی بچا ہو جس نے اس موقعہ پر اس عبارت کو نہ لکھا ہو۔ مولوی تھانوی صاحب کے فتاوے میں بھی یہ

عبارت موجود ہے۔ لیکن ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ جب فتویٰ نویس کو ایسی عبارت مل گئی، جس میں ان کے فتوے کے حرف حرف کی تائید ہے تو آخر اس کی ہمت کیوں نہ کی کہ اس کا ترجمہ بھی کر دیتے اور دکھا دیتے کہ ان کے سوا ان کے گھر کے باہر والوں میں سے ایک ہی عدد آواز ہی، مگر ہے تو، کہ محفل میلاد شرعاً درست نہیں، بلکہ خلاف شریعت و بدعت ہے۔ اس کو ترک کرنا ضروری ہے۔ کھڑے ہوکر سلام پڑھنا بالکل ناجائز ہے۔ جو لوگ اہتمام سے کھڑے ہوکر سلام پیش کرتے تھے، غلط کرتے تھے۔ یہ طریقہ صحیح نہیں ہے۔ جو کھڑے ہوکر سلام پیش کرتے ہیں، ان کا عقیدہ ہی غلط ہے۔ وہ یا تو 'ترجیح بلامرجح' کے مجرم ہیں یا رسول پاک کیلئے وہ چیز مانتے ہیں جو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔

اگر عبارت منقولہ میں یہی سب کچھ ہے، تو متعلم کو ترجمہ کرنے سے کون روک سکتا تھا، جبکہ کانپور کے اردو دانوں ہی کو انھیں اپنا فتویٰ پلانا تھا۔ اور اگر عبارت میں ان کی تائید نہیں ہے، اور ہرگز نہیں ہے، تو کیا متعلم کو اس کا بھی ڈر لگا کہ کانپور میں علماء بھی رہتے ہیں۔ اگر مستفتی نے ان سے جا کر ترجمہ کرایا اور اس میں متعلم والے شرک و بدعت کے الزام کو نہ پایا تو سارے فتویٰ کو تھوک کر چاک کر دے گا۔ اس موقع پر اگر تصحیح نقل کا مطالبہ کیا جائے تو امید نہیں کہ متعلم صاحب منھ بھی دکھا سکیں گے۔ وہ ایسی جمعیۃ کے نمائندہ ہیں جس کا یہ شاہکار ہو چکا ہے کہ خود ایک فتویٰ --- خلاف حق مرتب کیا۔ اور ایک سنی عالم کی طرف منسوب کر دیا۔ اسی عالم دین کی طرف ایک کتاب منسوب کر دی۔ جس میں وہ فتویٰ بتایا، صفحہ سطر سب لکھا۔ حد ہوگئی کہ مطبع بھی گڑھ لیا، کہ فلاں پریس میں کتاب چھپی ہے۔ حالانکہ دنیا جہان میں نہ اس نام کا کوئی مطبع ہے، نہ اس نام کی کوئی کتاب اور جرم کو پکارا جمعیت کی اس غلطی نے کہ جو مہر بنائی اور اس میں جو سنہ لکھا وہ اس عالم دین کے چار سال وفات فرما جانے کے بعد کی مہر نکلی۔ ایسی بیباک جمعیت کے نمائندے سے تصحیح نقل کا مطالبہ کس قدر راشد ضروری ہے مگر ہمیں تنگ کرنا منظور نہیں ہے۔

عبارت کی ساری تحریف وتبدیل سے قطع نظر کر کے بھی اس کاٹی چھانٹی ہوئی عبارت میں متعلم کیلئے کچھ بھی نہیں ہے۔ اس عبارت میں تو یہ ہے کہ امت اسلامیہ کی اکثریت محفل میلاد شریف کرتی ہے، وقت ذکر ولادت باسعادت سب لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ طریقہ عہد پاک نبوی ﷺ سے نہیں چلا آ رہا ہے۔ لیکن صدیوں سے اب سبیل المومنین ہو گیا ہے۔ جو لوگ یہ

سب کرتے ہیں وہ تعظیم نبوی ﷺ کے پیش نظر کرتے ہیں۔ اور وہ سب عشاق معذور ہیں ان پر کوئی الزام شرعی نہیں ہے۔ کوئی بتا سکتا ہے کہ عبارتِ بالا میں یہ مضامین نہیں ہیں اور اگر ہیں اور ضرور ہیں تو اس میں متعلم کی کون سی بات ہے۔ اس میں تو سارے فتویٰ کا رد بلیغ ہے۔

بات یہ ہے کہ ساری عبارت میں ایک لفظ ہے جس کیلئے 'ابن حجر' منفرد ہیں اور جمہور کے خلاف بول گئے ہیں کہ عوام کے خلاف کوئی فتویٰ نہیں صرف خواص کو نہ چاہئے۔ بس 'خواص کو نہ چاہئے' دیکھ کر عام دیوبندی اس عبارت کو نقل کر دیتے ہیں گو انھیں خود بھی یقین ہے کہ عوام و خواص کا امتیاز اس بارے میں یہ کرۂ زمین میں ایسی تنہا آواز ہے کہ نہ پہلے کسی سے سنی گئی، نہ بعد میں کوئی آواز ہم آہنگ ہو سکی۔۔۔۔ نیز۔۔۔۔ تعظیم نبوی کی پاک و مقدس نیت رکھنے والوں کو عوام اور ان کے مقابلہ پر جو ہوں ان کو خواص کہنا کہاں کی تقسیم ہے۔ پھر جس نے استفتاء کیا وہ میلاد شریف قیام وسلام والوں، یعنی عوام کی نمائندگی کر رہا تھا، تو فتویٰ وہی ہونا چاہئے جو اس عبارت میں عوام کے حق میں ہے۔ متعلم نے تو بلا امتیاز خواص و عوام کو مجرم بنا دیا۔ پھر متعلم نے تو بدعت و شرک کا جرم قائم کیا ہے اور بدعت سے 'خلاف شریعت' مراد لیا ہے اور مخالفت شریعت و شرک تو نہ عوام کیلئے جائز ہے، نہ خواص کیلئے۔ یہ عبارت منقولہ میں عوام کا عذر کیوں مقبول ٹھہرایا گیا ہے، اس سلسلہ میں سوالات تو اور بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن اصل بات تو اسی پر ختم ہو گئی کہ جن کے بارے میں عبارت منقولہ میں جمہور کے خلاف کہا گیا ہے ان کے متعلق استفتاء میں کوئی سوال نہیں اور جن کے بارے میں سوال ہے، ان کے خلاف عبارت منقولہ میں کوئی خلاف حکم نہیں۔ بلکہ متعلم کے پورے فتوے کا رد بلیغ ہے۔

۔۔۔۔۔۔ واللہ الحجۃ السامیہ ۔۔۔۔۔۔

قول متعلم:

بہرحال قیام بدعت ہے۔ جو لوگ اہتمام سے کرتے تھے غلط کرتے تھے۔
قیام ترک کرنا چاہئے۔

تنبیہ:

یہ ہیں متعلم کے آخری الفاظ فتویٰ۔۔۔۔یہی ہیں جو ابھی ابھی میلاد شریف کے خلاف بڑھتے بڑھتے اس کو شرک بنا چکے تھے۔ مگر اب صرف بدعت کہتے ہیں اور اسی قسم کی بدعت جس کو کرنے والے صرف اس کے مجرم ہیں کہ غلط کرتے ہیں اور غلطی بھی بس اسی درجہ کی ہے کہ ترک کرنا 'ضروری نہیں' ہے بلکہ 'مناسب' ہے۔ حالانکہ اسی فتویٰ میں 'ضروری' پہلے کہہ چکے تھے۔ اور پہلے تو میلاد شریف میں قیام کی مخالفت کی گئی تھی، چلتے چلاتے مطلقاً قیام کو کہتے ہیں کہ 'قیام کو ترک کرنا چاہئے'۔

اب شاید نماز بھی بلا قیام پڑھیں گے۔ اور بازاروں میں چکر بھی بلا قیام لگائیں گے۔ لیکن یہ بھول گئے کہ جیتی مرتی وغیرہ میں قیام کرنا ہی پڑے گا۔ جب فتویٰ نویس کی روح آخری فتویٰ میں اتنی دبی پچی ہے، تو سمجھ لینا چاہئے کہ سارے زور کا خاتمہ بڑی کمزوری پر ہو چکا اور ہم نے ایک ایک لفظ کی سیر کراتے ہوئے ثابت کر دیا کہ فتویٰ سرتا پا غلط اور بے بنیاد اور ہٹ دھرمی ہے۔

قول متعلم:

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابُ

تنبیہ:

سچ یہ ہے کہ فتویٰ نویس کا فتویٰ بالکل باطل اور طغویٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اعلم بالحق والصواب۔

قول متعلم:

حررہ ابن العماد سید علی احمد بمبوی

تنبیہ:

حررہ وہاں بھی کہہ سکتے ہیں کہ کوئی اور بولتا ہے اور حررہ کا فاعل صرف لکھتا جائے۔ اس کا نام بھی بتانا چاہئے تھا اور خانہء ولدیت میں 'عمود' بصیغہء 'واحد' نہیں، بلکہ 'عماد' بصیغہء 'جمع' کے

ذمہ دار خود محرر صاحب ہیں۔ اور بجائے المسموی کے موصوف معرفہ اور صفت نکرہ لانا خالص طالبعلمانہ حرکت ہے۔

قول متعلم:

متعلم دارالافتاء دیوبند

تنبیہ:

متعلم، یعنی طالب علم بھی۔۔۔۔ اور دارالافتاء میں کام بھی کیا۔ وہاں کا دارالافتاء طالب علموں کو دیدیا گیا ہے اور اگر ایسا ہے تو عام طور پر اسٹوڈنٹ لائف والوں کو شیطان د دیو کہا جاتا ہے۔ پھر تو یہ پہیلی بوجھنے کی ہوگئی کہ دارالافتاء میں دیوبند ہے یا دیوبند میں دارالافتاء ہے۔ بہر حال دیو جس طرح بھی ہو مسلمانوں پر بعونہ تعالیٰ اس کا کوئی اثر نہیں۔

قول صدر مفتی:

الجواب صحیحٌ

تنبیہ:

یہ متعلم کے مصحح کے الفاظ ہیں۔ اگر واقعی صحیح بولی بولتے تو لکھتے کہ: الجواب لیس بصحیح ونجیح فضیحٌ۔۔۔۔

قول صدر مفتی:

سید مہدی حسن غفرلہٗ

تنبیہ:

یہ ہیں 'الجواب صحیحٌ' والے، اب اپنے نام کے ساتھ سید لکھنا شروع کر دیا ہے۔

قول صدر مفتی:

صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

تنبیہ:

گرہمیں صدر وہمیں افتا است۔۔۔۔شان افتا تمام خواہد شد

بعونہ تعالیٰ، سطورِ بالا میں استفتاء اور فتویٰ اور اس کی تصحیح، سب کے حرف حرف، نقطہ نقطہ کی سیر ہوگئی اور دیوبندیت کی تصویر اس حد تک برہنہ ہوگئی کہ اب کوئی مسلمان اس کو گوارہ نہیں کر سکتا کہ امر دین میں ان کی طرف رجوع کرے۔ اور یہ راز بھی کافی کھل گیا کہ جن خصوصی کلمات وعقائد پر دیوبندی جمیعۃ کی بنیاد رکھی گئی ہے، ان میں اللہ کے حبیب سرور عالم حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت وشان ورفعتِ مکان سے عناد ہی عناد ہے۔ اور کہ یہ بھید بھی نمایاں ہوگیا کہ اس جمیعۃ کا جمہوریت اسلامیہ سے ہٹنا اور من دون المؤمنین سے لپٹنا اس کی وجہ وجیہ کیا ہے اور یہ تو بالکل صاف ہوگیا کہ میلاد شریف وسلام وقیام کے بارے میں مخالفین کے مرکزی دفتر میں بھی بکواس کے سوا کچھ نہیں اور میلاد شریف اس میں سلام وقیام کا کار ثواب ہونا اور معمولات مشائخ وعلماء سے ہونا اس قدر روشن بات ہے کہ اس پر کوئی پردہ نہیں ڈالا جا سکتا اور اب قطعی ایک حرف کے اضافہ کی حاجت نہیں ہے جو مسئلہ پر مزید روشنی ڈالے۔

لیکن بطورِ تتمہ مختصر طور پر صرف یہ بتادوں کہ مسئلہ میلاد شریف میں قرآن کریم پھر حدیث شریف میں کیا ہے اور جن اکابر علمائے کرام نے وہابیوں دیوبندیوں کا رد فرمایا اور جن اساطین دین نے محفل میلاد شریف کے استحسان پر فتوے دیئے اور جن بزرگان ملت نے میلاد شریف کی کتابیں لکھیں اور جو اس محفل پاک کو منعقد کرتے اور شریک ہوتے تھے، ان کے مشتے نمونہ چند اسماء مبارکہ درج کر کے ظاہر کردوں کہ ان کے مقابلے میں بمبوی ہوں یا راندیری، کسی دیوبندی کی کوئی بات بالکل سننے کے بھی قابل نہیں ہے۔

تتمہ

۔۔۔۔نمبر وار ملاحظہ ہو۔۔۔۔

۱۔۔۔۔اللہ رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ نے فرمایا:

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ
مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○

۔۔۔۔یہاں یہ نہیں کہ 'بھیجا ہم نے رسول کو' اور نہ یہ ہے کہ 'معبوث فرمایا ہم نے رسول کو'۔ بلکہ یہاں تو یہ ہے کہ 'بے شک یقیناً تشریف لائے تم میں رسول' یعنی یہاں آمد آمد ہی کا بیان ہے۔ اسی آمد آمد کے بیان کو میلاد شریف کہتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ 'تم میں آئے' اور حق فرمایا اور ہم کہتے ہیں کہ 'ہم میں آئے' اور سچ کہتے ہیں۔ بس اسی 'تم' اور 'ہم' کا فرق ہے۔ باقی بالکل ایک ہی مضمون آمد آمد ہے اور فضائل نبویہ کا بیان ہے۔ وہ اللہ کے نزدیک کتنے عزیز ہیں، وہ امت پر کیسے رحیم ہیں، قرآنِ کریم بھی بیان فرماتا ہے اور ہم بھی اسی کو بیان کرتے ہیں۔ اس آمد آمد کے بیان میں ضمیر 'کم' مخاطبین کے ایک مجمع کی طرف راجع ہے۔ ہم بھی اس بیان خاص میں مجمع کو مخاطب کرتے ہیں۔

۲۔۔۔۔حضور سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین ﷺ نے مجمع صحابہ کرام میں فرمایا:

ساخبركم عن اوّل امرى دعوة ابراهيم وبشارة
عيسىٰ ورويا امى التى رأت حين وضعتنى قدخرج
لها نور اضاء لها منه قصور الشام۔

'اب میں تم لوگوں کو بتاتا ہوں اپنی پیدائش کا حال۔ میں دعائے ابراہیم ہوں اور عیسیٰ کی خوشخبری ہوں اور اپنی ماں کا مشاہدہ ہوں۔ جب میں پیدا ہوا تو ایک نور چمکا جس کی روشنی میں میری ماں نے شام کی عمارتیں دیکھ لیں۔'

كذافى المشكوٰة قال القسطلانى فى المواهب اللدنيه

ان الحدیث رواہ احمد والبیہقی والحاکم وقال
ھذا الحدیث صحیح الاسناد وقال الزرقانی فی
شرح المواھب رواہ بن حبان فی صحیح۔

۔۔۔انہیں مضامین کے بیان کو محفل میلاد شریف کہا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں بھی خطاب ضمیر 'کم' سے ایک مجمع کو فرمایا گیا ہے۔ اور خاص پیدائش کے وقت کے احوال کا بھی تذکرہ ہے اور انبیاء سابقین کی بشارتوں کا بھی بیان ہے۔

۳۔۔۔تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین باہم مضامین محفل میلاد شریف کو ذوق شوق سے بیان فرماتے اور تابعین عظام دریافت کرتے اور سننا چاہتے تو انھیں سناتے۔ اور یہی طریقہ تابعین سے تبع تابعین تک رہا پھران کے تابعین اور آئمہ مجتہدین اور حضرات محدثین کا بھی دستور رہا۔

جسقدر زمانہ عہد پاک نبوی ﷺ سے قریب ہونے کی بدولت عقیدت وجذبات کے وفور کا تھا اور قال اللہ سن کردل تھراجاتے تھے اور قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن کردل اچھل پڑتا تھا، اسی قدر محفل میلاد شریف میں سادگی تھی اور ایمانی جذبات اور سچے خلوص کی آرائشیں کافی پر بہار ہوتی تھیں۔ لیکن جسقدر زمانہ خشیت ربانیہ اور ذوق وشوق اور محبت وعظمت رسول پاک کے بارے میں کمزور ہوتا گیا، اسی قدر محفل پاک کی نمود بڑھنے لگی تاکہ وہ جذبات ایمانیہ کی بود کا سبب ہو۔

۴۔۔۔ یہاں تک کہ آج کل کی بات نہیں اس زمانہ کا تذکرہ ہے، جب نہ دیوبند کا دارالعلوم تھا، نہ دیوبندی تھے، بلکہ نہ ابن عبدالوہاب تھا نہ وہابی تھے۔ بلکہ نہ ابن تیمیہ تھے نہ ابن حزم۔ نہ داؤد ظاہری نہ تاج الدین فاکہانی۔ یعنی چھٹی صدی کے آخر تک اس محفل شریف کے اہتمام کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ عمر موصلی۔۔۔ ایک عارف باللہ اور ولی کامل۔۔۔ بارہویں شریف کو اس شان وشوکت سے میلاد شریف کرتے تھے جس کو دیکھ کر سلاطین اسلام میں جوش پیدا ہوا اور سلطان ابوسعید مظفر سالانہ بارہویں شریف کی محفل پاک میں تین لاکھ اشرفیاں خرچ کرنے لگے اور اسی محفل میں پڑھنے کیلئے حضرت وحیہ کلبی، صحابی رسول، کے پوتے

علامہ ابوالخطاب ابن وحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے میلاد شریف کی ایک کتاب بنام "کتاب التنویر فی مولود السراج المنیر" لکھی اور اس کو خود پڑھا۔ اس شاندار محفل کے بانی سلطان ابوسعید مظفر کیلئے علامہ زرقانی نے علامہ ابن کثیر کی مشہور تاریخ سے نقل کیا ہے کہ:

كانا شهمًا شجاعًا بطلاً عاقلاً عادلاً محمود السيرة

وہ سلطان بڑے بہادر، بڑے شجاعت والے،
اور نہایت دلیر و دانا، عدل والے اور کردار کے پسندیدہ تھے۔

۔۔۔ان کی محفل کے بارے میں علامہ ابن جوزی کا بیان ہے:

وكان يحضر عنده في المولد اعيان العلماء الصوفية

اس محفل میلاد شریف میں اکابر علماء و مشائخ شریک ہوتے تھے۔

۔۔۔امام جلال الدین سیوطی نے 'حسن المقصد' میں ان کی محفل کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

احدثه ملك عادل عالمٌ عالم وقصد به التقرب الى الله عزوجل
وحضر عند فيه العلماء والصالحون من غير نكير

اس شان و شوکت کی محفل مبارک کی بنیاد رکھی، اس سلطان نے جو علم والے تھے اور نیت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور محفل مبارک میں سارے علماء اور مشائخ شریک ہوتے بغیر کسی انکار منکر کے۔

غرض علماء و اولیاء کا اس محفل مبارک پر اجماع ہو گیا یہ ۶۰۴ھ کی بات ہے۔ سلطان اس محفل کو ۶۳۶ھ تک کرتے رہے اور وصال کیا اور تمام آئمہ و داعیان، علماء و مشائخ نے شرکت برابر کی۔ اور اسی طرح یہ اجماع دلیل شرعی بن گیا۔ اس اجماع کے بعد پچاس سال گزر گئے تو تاج الدین فاکہانی مغربی پیدا ہوا اور اس نے اس محفل مبارک سے شاید اپنی امید جو وابستہ کی ہوگی نہ پائی تو سب سے پہلی آواز اٹھائی، مگر عالم اسلامی میں ایک غیر ذمہ دارانہ آواز کی کیا قدر ہوتی۔ خارق اجماع، فاکہانی اٹھا اور دب گیا اور اسلامی دنیا کا کیا حال ہوا، اِس کو حضرت ملا علی قاری مکی اور علامہ حلبی اور امام قسطلانی بیان کرتے ہیں کہ:

ثم لازال اهل السلام في سائر الاقطار والمدن
الكبار يحتفلون في شهر مولده ويعتنون بقراءة

مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عظيم۔

پھر ہمیشہ سارے مسلمان تمام ملکوں اور بڑے بڑے شہروں میں محفل ماہ ربیع اول شریف میں کرنے لگے اور میلاد شریف پڑھتے لگے اور ان راس محفل پاک کی برکتیں اور فضل خداوندی کے جلوے ظہار ہونے لگے۔

۔۔۔۔سیرت حلبی ہیں علامہ سخاوی کا اور مواہب لدنیہ میں علامہ ابن الجزری کا بھی یہی بیان موجود ہے۔غرض کہ اس محفل پاک کے استحسان پر سارے عالم اسلامی کا اجماع ساتویں صدی کے شروع میں ہوگیا اور یہ مبارک محفل سبیل المومنین ہوگئی جس کے بعد فا کہانی ہو یا وہابی یا دیوبندی کسی کو خلاف کرنے کا شرعاً حق نہیں رہا۔مسلم الثبوت کے آخر تتمہ میں ہے:

ان اتفاق العلماء المحققين على مهر الاعصار حجة كالاجماع

بیشک علماء محققین کا اتفاق مدت تک چلا آنا دلیل شرعی ہے مثل اجماع کے

۔۔۔۔علامہ بحر العلوم نے لفظ محققین کی شرح میں فرمایا:

وان كانو غير مجتهدين

وہ محققین گو مجتہد نہ ہوں۔

۵۔۔۔۔امام جلال الدین سیوطی حسن المقصد فی العمل المولد میں تحریر فرماتے ہیں:

يستحب لنا اظهار الشكر لمولده عليه السلام بالاجتماع والاطعام وغير ذلك من وجوه القربات والمسرة

ہمارے لئے مستحب ہے شکر گذاری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کی مجمع کرکے اور کھانا تقسیم کرکے اور تمام ایسی چیزوں سے جو خوب ہوں اور خوشیاں منا کر۔

۶۔۔۔۔شیخ الاسلام ابن جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے سلسلہ اساتذہ میں بھی ہیں اور سلسلہ مشائخ میں بھی ہیں، فرماتے ہیں:

مماحال المسلم الموحد من امته عليه السّلام يسر بمولده و يبذل ماتصل اليه قدرته فى محبته صلى الله عليه وسلم لعمرى انّما يكون جزاءهٗ من الله الكريم ان يد خله بفضله العميم جنات النعيم۔

کیا کہنا ہے اس مسلمان موحد کا حضور کی امت میں جو خوشی منائے میلاد شریف کی

اور جی بھر کر حسب استطاعت خرچ کرے آنحضرت ﷺ کی محبت میں۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ اس کی جزاء رب کریم کی طرف سے یہی ہے کہ اپنے فضل عام سے اس کو جنت میں داخل فرمادے۔

(دیکھو شیخ الاسلام کی کتاب عرف التعریف بالمولد الشریف)

۷۔۔۔۔انہی شیخ الاسلام کا ایک بیان کتاب 'مورد الروح فی مولد النبی' میں ملا علی قاری مکی نے لکھا ہے کہ:

قال ابن جزری رحمة الله عليه ولقدحضرت فی سنة خمس وثمانين و سبعمأته ليلته المولد عندة الملك الطا هر يرقوق رحمة الله عليه بقلعة ابحبل فرأيت ماسونی وحزرت ماانفق فی ثلك الليلة علی القراء والحاضرين من الوعاظ والمشدين وغيرهم نحو عشرة آلاف مثقال من الذ هب مابين خلع و مطعوم و مشروب ومشموم وشموع وغيرها وعد رت ذالك خمسا وعشرين حلقة من القراء البصيلين

فرمایا شیخ الاسلام شمس الدین بن جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ ۷۸۵ھ میں بارہوں شریف کی رات کو میں سلطان مصر ملک طاہر برقوق کے تخت گاہ پہاڑ کے قلعہ میں گیا تو وہاں وہ دیکھا جس نے مجھ کو خوش کر دیا اور میرا اندازہ ہے کہ اس رات میں جو کچھ خرچ کیا قاریوں اور حاضرین واعظین اور نعت خوانوں وغیرہ پر تقریباً دس ہزار مثقال سونا رہا ہوگا خلعتوں میں اور کھانے پینے میں اور خوشبو کی چیزوں اور چراغاں کرنے میں اور میں نے شمار کیا تو پچیس ۲۵ حلقے تو صرف ان پڑھنے والوں کے تھے جو ابھی بچے تھے۔

۸۔۔۔۔ملا علی قاری نے حافظ الحدیث علامہ سقاوی کا بیان نقل فرمایا ہے کہ:

واما ملوك الاندس والمغرب فلهم فيه يعنی فی ربيع الاول ليلة تسربها الركبان و تجتمع فيها ائمة العلمأ الا عيان من كل مكان و يعلو بين اهل الكفر كلمة الايمان۔

'اندلس اور مغرب اقصیٰ کے سلاطین اسلام نے ربیع الاول کی ایک رات ایسی معین کی تھی کہ لوگ سواریوں پر آتے اور اس شب کو مجمع کرتے تھے اکابر آئمہ کرام ہر طرف سے اور غیر مسلموں میں کلمہ ایمان کا غلبہ ہوتا تھا'

۹۔۔۔۔عالم اسلامی کے ذوق وشوق کو بیان فرما کر ملا علی قاری نے فرمایا:

ومن تعظیم مشایخهم وعلماء ئهم هذاالمولد المعظم
ومجلس المکرم انه لایاباه احد فی حضوره رجاء ادراك نوره

'سارے ممالک اسلامیہ مصروا ندلس وممالک مغربی وملک روم وعجم وہند وغیرہ کے مشائخ وعلماء کا اس میلاشریف ومحفل لطیف کو باعظمت جاننا ایسا ہے کہ کوئی بھی شریک ہونے سے انکارنہیں کرتا اس امید پر کہ نور پاک تک باریابی پائے۔

۱۰۔۔۔۔اب آپ اکابر علماء ہند پر اجماعی نظر ڈالئے تو علمائے فرنگی محل اس میلاد شریف کو کرتے چلے آرہے ہیں، جن کی بدولت شہر لکھنو میں شب دوازدھم کو چراغاں، دربار ذکر میلادِ پاک، سلام وقیام کے اہتمام کا ملک میں مشہور شہرہ ہے اور متاخرین میں مولانا عبدالحیٔ صاحب نے بھی اس کے حق میں فتویٰ دیا۔ اوران کے ارشد تلامذہ مولانا شاہ عین القضاۃ صاحب کی مشہور محفل میلاد شریف کے دیکھنے والے ملک بھر میں موجود ہیں اور انھوں نے ایک کتاب 'سبیل الرشاد فی احتفال المیلاد' ردمنکرین کیلئے لکھا۔

۱۱۔۔۔۔علمائے دہلی میں سب سے اقدم ذات حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ لیکن دیوبند کی تقدیر کا لکھا یہ ہے کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی بھی درثمین میں لکھتے ہیں:

اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اضع فی ایّام المولد طعامًا صلة بالنبی صلی اللّٰه علیه وسلم فلم یفتح فی سنت من السنین شیء اضع به طعامًا فلم اجدالاحمصًا مقلیا فقسمه مابین الناس فرائیة صلی اللّٰه علیه وسلم بین یدیه هذه الحمص مبتهجًا بشاشًا۔

مجھ کو میرے والد نے بتایا کہ میں زمانہ میلاد شریف میں کھانا پکوا کر محفل میں تقسیم کراتا تھا نبی کریم ﷺ کے شوق وصال میں ایک سال مجھ کو کچھ میسر نہ آسکا کہ میں کھانا تیار کراتا۔ بس بھنے ہوئے چنے تھے تو میں نے اسی کو تقسیم کرادیا تو میں نے دیکھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کہ آپ کے سامنے وہی چنے ہیں اور حضور خوش ہورہے ہیں۔

۔۔۔۔یہی شاہ صاحب اپنا واقعہ فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں:

کنت قبل ذالك بمكة المعظمة فی مولد النبی صلی اللّٰہ علیه والٖه وسلم فی یوم ولادته والناس یصلون علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ویذکرون۔ ارصاته التی ظهرت فی ولادته ومشاهده قیل بعثته فرائیت انوارًا سطعت رفعةً واحدةً۔

میں اس سے پہلے مکہ معظمہ میں مولد النبی ﷺ میں بارہویں شریف ہی کو تھا سب لوگ درود شریف پڑھ رہے تھے۔ اور ان عجائب احوال کا تذکرہ ہوتا تھا جو ولادت شریفہ کے وقت ظاہر ہوئے تھے اور بعثت سے پہلے کے احوال کا بیان ہو رہا تھا کہ مجھے نظر آیا کہ انوار چمک پڑے یکبارگی۔

۱۲۔۔۔۔حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے تو علی محمد خانصاحب مرادآبادی کو خود لکھ بھیجا کہ عاشورہ کی مجلس اور بارہویں شریف کی محفل میلاد شریف میرے معمولات سے ہے۔

۱۳۔۔۔۔یہ انھیں محفلوں کے سالانہ مشاہدہ کا اثر ہے کہ خود مولوی اسحٰق صاحب اپنے ماتہ ءمسائل کے سوال نمبر ۱۵ کے جواب میں آخر لکھ ہی دیا کہ:

'در مولود ذکر ولادت خیر البشر است
وآں موجب فرحت و سرور است'

۱۴۔۔۔۔مولوی اسحٰق صاحب کے تلمیذ جلیل حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی نے حضرت مولانا عبدالسمیع رامپوری کے دریافت کرنے پر لکھ کر ڈاک سے جواب بھیجا کہ:

'ماهمراه حضرت مولانا محمد اسحاق رفته ایم درمیلاد آنحضرت'
ہم لوگ اپنے استاد کے ساتھ محفل میلاد شریف میں شریک ہوتے تھے۔

۱۵۔۔۔۔مولوی اسحاق صاحب کے دوسرے شاگرد مولانا فیض الحسن سہارنپوری شفاء الصدور میں لکھتے ہیں:

ومن جاء مجلس المیلاد فله ان یقوم ان قاموا والافلا هکذا یقول المولوی احمد علی المحدث المرحوم تبعًا الاستاذه مولنا محمد اسحاق المغفور

جو شریک محفل میلاد شریف ہو تو سب کے قیام کے وقت وہ بھی قیام کرے اور جہاں کوئی قیام نہ کرے تو یہ بھی وہاں قیام نہ کرے ایسا ہی قول ہے مولوی احمد علی محدث مرحوم کا پیروی کرتے ہوئے اپنے استاد مولانا اسحٰق کی۔

۱۶۔۔۔۔اُس کو خواہ محفل میلاد شریف کی کرامت کہیے یا جس کی محفل ہے اس کا معجزہ سمجھئے کہ اور تو اور 'تقویۃ الایمان' 'تذکیر الاخوان' والے مولوی اسمٰعیل دہلوی، سارے وہابیوں کے امام اور ردشرک وبدعت میں ان کے نزدیک معصوم المقام، انھوں نے بھی مولانا رشید الدین خاں دہلوی کے چودہ سوالات کے جواب دیئے ہیں اس میں تیرہویں سوال کا جواب دیتے ہوئے ان کے قلم سے الفاظ نکلے ہیں کہ:

قال الامام ابوشامه شيخ المصنف رحمة الله عليه ومن احسن ماابتدع فى زماننا مايفعل كل عام فى يوم الموافق ليوم مولده صلى الله عليه وسلم من الصدقات والمعروف واظهارالنعمة والسرورفان ذالك مابه من الاحسان الى الفقراء مشعربمحبة صلى الله عليه وسلم وتعظمه واجلا له فى قلب فاعل ذالك وشكر الله تعالىٰ علىٰ مامن به من ايجاد رسوله الذى ارسله للعالمين رحمة صلى الله عليه وسلم

فرمایا امام ابوشامہ یعنی امام نودی مصنف کے استاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ ہمارے زمانہ میں جو سب سے بہتر چیز نکلی ہے وہ سالانہ بارہویں شریف کو صدقات اور نیکی کرنا اور شادمانی وخوشی کا ظاہر کرنا ہے کیونکہ اس میں فقراء پر احسان کے ساتھ بتاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت وتعظیم وتوقیر محفل کرنے والے کے دل میں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہے کہ اس کا بڑا احسان ہے کہ اپنے رسول کو پیدا فرمادیا اور انھیں رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا۔

۱۷۔۔۔۔اس کو بھی خواہ جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے سمجھئے یا الفضل ماشهدت به الاعداء قرار دیجئے، کہ انہی مولوی اسمٰعیل صاحب کے پیر صاحب سید احمد صاحب کی کہانی ہے کہ ان کے مرید خاص مولوی محمد علی نے پیر صاحب کے پروپگنڈہ اور ایڈورٹائز کیلئے ایک کتاب بنام 'مخزن احمدی' فارسی زبان میں لکھی جو ۱۲۹۹ھ میں مطبع مفید عام، آگرہ میں چھپی۔ اسی میں ان کے ایک سفر حج کا تذکرہ ہے کہ اپنے اتنے ساتھیوں کے ساتھ یہ سفر ہوا کہ اس وقت کی یادباقی ہے۔ کشتیاں گیارہ عدد کرنی پڑیں۔ ایک کشتی پر سید احمد صاحب اپنے گھرانے کی عورتوں، بچوں، رشتہ

داروں کے ساتھ، جن کی تعداد کوئی چالیس تھی سوار ہوئے۔ یہ کشتیاں چلتے چلتے لنکا کے ساحل پر پہنچیں تو سید احمد نے مریدوں پر رعب جمایا کہ یہ بھوتوں اور دیووں کا مقام ہے۔ اگر انھوں نے ہماری طرف رخ بھی کیا تو پھر دیکھ لیا جائے گا۔ سب لوگوں کو رات بھر توبہ توبہ میں لگایا اور خود ادہر سے اُدہر، یہاں سے وہاں، رات بھر چل پھر کرتے رہے کہ گویا جہاد کررہے ہیں۔ صبح ہوئی تو کیا ہوا اس کیلئے 'مخزن احمدی' کے الفاظ یہ ہیں۔۔۔

'تاانکه شب پایان رسید وصبح صادق بدمید وجهاز ازمکان خوف وهولناك بخیرت تمام بدرآمد هرگا هیکه روزروشن شد ناخداچند طبق حلواز حجره خویش بیرون آورده مجلس مولود شریف منعقد کرده بعداز اختتام قصائد مولودیه شیرینی تقسیم نمود'

'جب رات گئی اور صبح صادق کا وقت آیا اور رجہاز مفروضہ خطرہ وخوف کے مقام سے نکل آیا اور پھر صاف دن کا وقت ہوا تو سید احمد صاحب کی کشتی کا ملاح کئی طباق میں حلوہ لیکر سب کے پاس آیا۔ اور محفل میلا د شریف منعقد ہوئی جب ذکر ولادت باسعادت پر مشتمل قصائد ختم ہو گئے تو شیرینی تقسیم کردی۔

۱۸۔۔۔متاخرین علمائے کرام میں حضرت مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی

۱۹۔۔۔حضرت مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی نے تو منکرین کے رد مین کتاب بھی لکھی۔

۲۰۔۔۔حضرت مولانا عبدالحق صاحب خیرآبادی۔

۲۱۔۔۔حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری۔

۲۲۔۔۔حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی، اوران کا سارا علمی خاندان۔

۲۳۔۔۔حضرت مولانا شاہ عبدالحیٔ صاحب گلشن آبادی اوران کا مقدس علمی خاندان۔ غرض ہندوستان بھر کے اکابر مشائخ وعلماء۔

۲۴۔۔۔کانپور والے کانپور ہی میں دیکھ لیں حضرت مولانا شاہ سلامت

اللہ صاحب کانپوری۔

۲۵۔۔۔۔حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری۔

۲۶۔۔۔۔حضرت مولانا شاہ عبداللہ صاحب کانپوری۔

۲۷۔۔۔۔حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب کانپوری۔

۲۸۔۔۔۔حضرت مولانا نور محمد صاحب کانپوری
بانیٔ مدرسہ احسن المدارس، کانپور۔

۲۹۔۔۔۔حضرت مولانا فقیر محمد صاحب کانپوری۔

۳۰۔۔۔۔حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب کانپوری۔

۳۱۔۔۔۔حضرت مولانا نثار احمد صاحب کانپوری۔

۳۲۔۔۔۔حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب کانپوری جن کے دیکھنے والوں سے یا دیکھنے والوں سے سارا احوال سننے والے کانپور میں ابھی زندہ موجود ہیں کہ یہ اساطین دین محفل میلاد شریف اور اس میں سلام وقیام کو اہتمام سے انجام دیتے تھے۔

یہ لاکھوں کروڑوں آئمہ اسلام، علمائے اعلام وسلاطین فخام وداعیان دین خیرالانام ایک طرف اور متعلم کی جمعیۃ وشرذمہ قلیلہ دوسری طرف۔ کون ذی ہوش ہے کہ ان علامات قیامت کی سنے اور ان آئمہ ہدایت کا دامن پاک چھوڑے۔

ہم نے ۱۶، ۱۷، اسی لئے لکھ دیا کہ فتویٰ نویس نے سارے عالم اسلامی کو بدعتی و مشرک بناڈالا، ان کو دکھا دیا جائے کہ ان کے کن کن آقاؤں کے دامن بھی زیر سنگ خارا ہیں۔

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر　　　اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ
هٰذَامَاعِنْدِیْ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِه
اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ جَلَّ مَجْدُهٗ اَتَمُّ وَ اَحْكَمُ

''گذارش''

اس ادارے کی سب سے اہم اشاعت ''معارف القرآن'' ہے جوکہ قرآن حکیم کا اردو میں نہایت شاندار ترجمہ ہے۔ اور ہماری دوسری شائع کی ہوئی کتابیں بلا ہدیہ ہیں جوکہ صرف ڈاک کا خرچہ ارسال کر کے ہم سے منگوائی جاسکتی ہیں۔ گذارش ہے کہ دین کا زیادہ سے زیادہ علم خود بھی حاصل کریں اور اپنے اہل خانہ کو بھی بہم پہنچائیں۔ اُردو، انگلش اور دوسری زبانوں میں اسلامی لٹریچر فراہم کرنا اس ادارے کا ایک اہم مقصد ہے۔ ہمارے دیئے گئے نمبروں پر فوراً ہم سے رابطہ قائم کیجئے۔

ادارہ



تصدیق نامہ

میں نے گلوبل اسلامک مشن، انک، نیویارک، یو ایس اے کی کتاب بنام

مسئلہ قیام وسلام اور محفل میلاد

کی طباعت کے وقت اسکے ہر صفحہ کو حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے۔

تصدیق کی جاتی ہے کہ اس میں موجود قرآن کریم کی آیاتِ کریمہ اور احادیث شریفہ کے الفاظ اور اعراب دونوں بالکل صحیح ہیں۔ اور میرا یہ سرٹیفکیٹ درستگی اور اغلاط سے پاک ہونے کا ہے۔ دورانِ طباعت اگر کوئی زیر، زبر، پیش، جزم، تشدید یا نقطہ چھپائی میں خراب ہو جائے تو اسکا متن کتابت کی صحت سے تعلق نہیں ہے۔۔۔۔ علاوہ ازیں۔۔۔۔ کتاب ھذا میں کوئی مضمون ملک وملت کے خلاف نہیں ہے۔

فقط



المصدق

Syed Mohd. Azmat Ali Noor
Research & Registration Officer Auqaf Sind, Karachi.

سید محمد عظمت علی نوری
ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر
(محکمہ اوقاف، سندھ) کراچی

گلوبل اسلامک مشن، انک
نیویارک، یو ایس اے